SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June, 16, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at six minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعوذُ باللهِ منَ الشّیطٰنِ الرجّیم

بسمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ
رِزۡقًا لَّكُمۡ‌ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلۡفُلۡكَ لِتَجۡرِىَ فِى ٱلۡبَحۡرِ بِأَمۡرِهِۦ‌ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلۡأَنۡهَـٰرَ۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ
ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ دَآئِبَيۡنِ‌ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ۔ وَءَاتَٮٰكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلۡتُمُوهُ‌ۚ وَإِن تَعُدُّواْ
نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآ‌ۗ إِنَّ ٱلۡإِنسَـٰنَ لَظَلُومٌ ڪَفَّارٌ ۔

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں۔ تمہارے لیے رات اور دن کو تابع کیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ (سورۃ۔ ابراہیم آیات ۳۲۔۳۴)

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ. let us go to the leave applications first.

جناب محمد جہانگیر بدر، ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۳ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر جاوید لغاری نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۳ سے ۱۹ جون کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: انجنیئر رشید احمد خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۶ تا ۱۹ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب شاہد حسن بگٹی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۶ تا ۱۹ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب شاہد حسین بھٹو نے اطلاع دی ہے کہ وہ لاہور کے سرکاری دورے پر جا رہے ہے اس لیے مورخہ ۱۶ اور ۱۷ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ رحمٰن ملک صاحب ماسکو یا کہیں اور تو نہیں گئے ہوئے۔ اچھا گئے ہوئے ہیں ماسکو گئے ہوئے ہیں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

Discussion on Finance Bill, 2009-10

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if I may be allowed to move the motion.

جناب قائم مقام چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت تو نہیں ہے لیکن if there is جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اسی سے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا اسی سے متعلق ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! پچھلی دفعہ بھی یہ ہوا اور ہم نے بڑے اصرار سے یہ کہا تھا کہ supplementary grants بجٹ کے ساتھ آنی چاہیئیں۔ جو سیٹ ہمیں دیا گیا ہے اس میں وہ نہیں آئیں ایسا کیوں ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی میڈم۔

محترمہ حنا ربانی کھر (وزیر مملکت برائے خزانہ و اقتصادی امور): شکریہ جناب چیئرمین! میں اس کو دیکھ لیتی ہوں، let me come back within an hour's time.

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کر لیں گی۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! یہ کوئی چار سال سے روایت شروع ہو گئی ہے پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ پورا pack جو ہوتا تھا اس میں supplementary grants book ہوتی تھی۔ What is supplementary grant, that is your over run of expenditure above your budgeted, figures. تو یہ حکومت expose ہوتی کہ جی آپ نے کتنا تقریباً 156 billion has been over spent on the current expenditure اس کتاب کا نہ دینا، میں اور رضا ربانی صاحب یہاں اٹھ کر دو سال شور مچاتے رہے اور پھر ہمیں جب بجٹ پاس ہو جاتا ہے، کیونکہ supplementary grant پر آخر میں voting ہوتی ہے تو اس کے بعد کتابیں آتی ہیں اور یہ corridor میں پڑی رہتی ہیں اور پھر ردی کی طرح باہر چلی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ it is not fair میں ابھی بھی نکال کر دے سکتا ہوں کہ کون سے main heads ہیں لیکن one has to work, why? جب کام ہوا ہے، پرنٹ ہو چکی ہیں اس کو لا کر distribute کر دیں اس میں چھپانے کی کیا بات ہے؟

Mr. Acting Chairman: I think madam is also agreeing with that کہ وہ آنی چاہیئیں۔ ابھی full–fledged parliamentary system ہے۔ It is a very wrong practice. These things should be avoided from our Parliamentary system. Thank you madam, please get them over. Now, please the motion, Raza Rabbani Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you Mr. Chairman. Sir, I beg to move that all notices relating to proposals for making recommendations to the Finance Bill 2009 containing the Annual Budget Statement received by the Secretariat from various members be referred to the Standing Committee on Finance for consideration and report.

Mr. Acting Chairman: Thank you. It has been moved that all notices relating to proposals for making recommendations to the Finance Bill 2009 containing the Annual Budget Statement received by the Secretariat from various members be referred to the Standing Committee on Finance for consideration and report.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: In the meantime, after the referral of motion, honourable Members who would like to take part in the debate.......... اپنے نام پہنچا دیں۔ جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: رضا ربانی صاحب کی، اسحٰق ڈار صاحب کی، پروفیسر صاحب کی کئی سال سے یہ کوشش رہی ہے اور یہ اس چیز کو کہتے چلے آ رہے ہیں کہ Money Bill کے اندر وہ قانون، وہ statutes نہیں آنے چاہیئیں جو Money Bill سے related نہ ہوں۔ اس دفعہ کی یہ بہت بڑی achievement ہے، میں ان سب کو credit دیتا ہوں کہ last year 27 تھے جو reduce ہو کر اس دفعہ صرف سات رہ گئے ہیں۔ اب اس کو بھی ہم جا کر دیکھتے ہیں کہ اس میں بھی کون سا ایسا Bill ہے جو Money Bill سے related نہیں ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. This is a very good achievement.

وہ سات بھی نہیں ہونی چاہیئیں۔ ان lucky seven کو unlucky seven کر دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں بھی احمد علی صاحب کو join کروں گا کہ ہم سب یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ Money Bill کے ambit سے باہر جو چیزیں ہیں، ان کو Finance Bill کے ذریعے تصدیق کرنا ایک جرم ہے اور سینیٹ کا violation ہے اور چونکہ سینیٹ میں Money Bill vote or discuss نہیں ہوتا اس لیے ہمیں اس طرح سے bypass کیا جاتا ہے۔ اس حد تک مجھے اتفاق ہے ان کی بات سے کہ بظاہر جن سات قوانین میں تبدیلی کی گئی ہے ان کا تعلق Money Bill سے ہی ہے لیکن مجھے یہ اطلاع ملی ہے، میں نے خود ابھی تک اس کو examine نہیں کیا ہے کہ content کے اعتبار سے ذہن اب بھی وہی رہا ہے اور ان قوانین میں بھی وہ چیزیں جن کا تعلق revenue سے ہے، صرف ان تک محدود نہیں رہا گیا ہے بلکہ administrative معاملات بھی، اختیارات کے معاملات بھی ان کو دیئے گئے ہیں جو کہ میرے خیال میں in spirit violation ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم کمیٹی میں اس کو examine کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: I am sure the Finance Committee, as previously, would do it and let us not forget Mr. Anwar Bhinder's efforts. He is on special invitation. So, we will وہ اس وقت بھی یہاں موجود ہیں اور ابھی آئے ہوئے ہیں۔ I think make sure. Raza Rabbani sahib, would you like to say something?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to take this opportunity by extending a limited facilitation to the Government. Limited in the sense that last year there were 27 Bills in the Finance Act. I was Leader of the House and we took exception to that, Senator Ishaq Dar, Professor Khurshid, Senator Safdar Abbasi and myself were able to persuade the Government to withdraw nine to ten of those Bills and I think that was a good beginning by the Government. This time also they have essentially restricted themselves. I took the opportunity prior to the Budget of writing to the Prime Minister on this issue and pointing out to him that

the then Finance Minister had made a commitment on the floor of the Senate that this practice would be discontinued from the next financial year and therefore, like Professor Khurshid said that we have been able to restrict it to seven Bills which essentially deal with the matters related to Article 73 but there are certain provisions in these Bills as well. I have moved something like 210 amendments to the Finance Act in matters dealing with the administration, with powers of the various ITOs, the appraising officers, the Director Generals. I am sure that the Minister of State for Finance is here, she will keep up the tradition that the Government had said last year and that we would be able to make some progress on those amendments and other amendments, I am sure, other Senators must have moved.

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے اسی سلسلے میں۔ Then we will kick off with the speeches.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میں اسی سے related بات کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ بجٹ میں ہمارا صوبہ پختونخواہ، جو پورے پاکستان میں سب سے زیادہ war affected ہے، کے لیے کوئی package allocate نہیں کیا گیا ہے۔ صرف مالاکنڈ ڈویژن کے لیے پچاس ارب مختص کیے گئے ہیں جو بہت کم ہیں۔ ہمارے جو businessmen ہیں وہاں پر ان کے لیے کارخانے چلانا بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ کیا وزیر صاحبہ ہمارے صوبے کے لیے کوئی package announce کر رہی ہیں یا نہیں؟

Mr. Acting Chairman: I think the madam has noted it down. پھر وہ recommendations میں بھی آ جائے گا۔ جی ہارون خان صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ honourable Minister of State for Finance یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور یہ ہماری recommendations میں بھی ہے اور بڑے سال سے چلا آ رہا ہے کہ اس سارے Parliamentary process میں جو 17th Amendment کے مطابق سینیٹ میں recommendations آتی ہیں اور اتنی debate کے بعد آتی ہیں۔ میرے خیال میں کہ اتنی thorough debate Finance Bill پر کسی Parliamentary process میں نہیں ہوتی جو سینیٹ کی Finance Committee میں ہے۔ ساری recommendations جب ہم بھیج دیتے ہیں National Assembly میں اس کے بعد there is a total disconnect between the Senate and National Assembly what happens to those recommendations and in fact what happens is that National Assembly تو وہ recommendations discuss نہیں کرتی اور نہ ہی اس کی کوئی کمیٹی discuss

کرتی ہے۔ So, then it is a process between the Finance Ministry and the Prime Minister and that means کہ وہ Parliamentary process سے باہر نکل جاتا ہے اور پھر وہ individual discretionary process میں آجاتا ہے، جس کو beat کرنے کے لیے یہ سارا process بنایا گیا تھا۔ تو کیا ہم اس مرتبہ اس process کو improve کر سکتے ہیں کہ جب یہاں سے جائیں تو ہم office میں بیٹھ کر نیشنل اسمبلی سے یا Finance Ministry سے یہ فیصلہ کریں کہ وزیراعظم صاحب یا قومی اسمبلی کون سی recommendations accept کررہی ہیں تاکہ ہمارا اس process میں ایک contact end تک رہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔ Would you like to add to it?

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! اس سے پہلے کا تو میں کہہ نہیں سکتا لیکن پچھلے سال جب بجٹ آیا تھا، میں اس وقت Leader of the House تھا، the then Finance Minister, اور میرے خیال میں سینیٹر صفدر عباسی جو final recommendations ہوئی تھیں سینیٹ کی طرف سے، ان میں Finance Bill کی الگ اور financial proposals کی الگ تھیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر ہم نے بات کی تھی، دیگر سینیٹر حضرات کو بھی جن کی proposals تھیں ان کو بھی اس discussion میں ایک حد تک involve کیا تھا اور اس کے بعد we were able to achieve a consensus on some of the demands. اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی دفعہ کافی ساری، مجھے exact number اس وقت یاد نہیں ہے لیکن سینیٹ کی کافی recommendations قومی اسمبلی نے adopt کی تھیں اور جب بجٹ پاس ہو گیا تھا تو میں نے تمام سینیٹر حضرات کو individually خط بھی لکھا تھا جو قومی اسمبلی نے ان کی recommendations accept کی تھیں۔ اگر ان کی details چاہییں تو I am sure I can dig it out of the record.

Mr. Acting Chairman: Thank you Raza Sahib, speaking on behalf of the House I think I have consensus that behind the scene آپ کو پھر actively role ادا کرنا ہے and all the Senators from Treasury Benches also on the scene کیونکہ آج کل behind the scene لوگ زیادہ active ہوتے ہیں جبکہ on the scene, over seen ہو جاتے ہیں۔ تھوڑا میں آپ کو confidence میں لے لوں کہ وہ کہتے ہیں نا why Jan بھی is going slow? Jan is going slow because lunch is going slow. Lunch آپ کا ادھر ہی ہو گا انشاء اللہ اور پھر post lunch session بھی ہو گا تو we will continue with our speeches till Maghrib Insha Allah. جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے 9 جون کو ایک Privilege Motion move کیا تھا جس کا تعلق اس امر سے ہے کہ State Bank of Pakistan کی Quarterly Report کو Parliament میں آنا چاہیے اور میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ State Bank Amendment

Act, 1997 میں پہلی مرتبہ یہ innovation کیا گیا کہ ایک طرف State Bank کو autonomy دی گئی اور دوسری طرف اسے Parliament کے سامنے جواب دہ قرار دیا گیا۔ اس سے پہلے State Bank سال میں صرف ایک رپورٹ لایا کرتا تھا جو ان کی Annual Report ہوتی تھی جس کو ان کے Director issue کرتے تھے اور وہ پورے ملک میں دی جاتی تھی لیکن اس قانون کے تحت یہ لازمی کیا گیا

Article 9(a) (f) 'Submit a quarterly report to the Majlas-e-Shoora (Parliamment) on the state of economy with special reference to economic growth, money supply, credit, balance of payment and price development."

Background

یہ ہے کہ یہ تین رپورٹیں State Bank کی accountability before the Parliament مقرر کرتی ہیں اور ان پر obligatory ہے کہ وہ یہاں submit کرے لیکن پریس میں یہ چار جون کو release کر دی گئی ہے، پانچ کو چھپ گئی ہے جبکہ Senate in session ہے وہ آج تک یہاں نہیں آئی، ایک ہفتہ ہم meet کر چکے ہیں۔ میری نگاہ میں یہ violation of the privilege of the Parliament ہے۔ سٹیٹ بنک کو سینیٹ اور اسمبلی کو رپورٹ پیش کرنی چاہیے اور جو بھی پہلے in session ہو وہاں یہ آ جائے۔ وہاں آنے کے بعد it becomes public property, not before that. تو یہ ایک serious violation ہے سینیٹ کے privilege کا، Assembly کے privilege کا and I would like to ask why uptill now it has not been submitted or placed before this House? اور ایسا کیوں ہوا ہے کہ پہلے وہ پریس میں جاری کی گئی ہے اور ہمیں آج تک نہیں ملی۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

Mr. Acting Chairman: Yes, Madam Minister.

Ms. Hina Rabbani Khar: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, before I respond to that let me just take this opportunity to ensure the House that with the policy decision and I think a lot of Senators of this honorable House have a huge contribution to that, that there will be nothing within the Money Bill which does not pertain, which does not come within the ambit of that.

Mr. Chairman, if indeed some clauses have been pointed out, let me just assure you and the honorable House that it is the intention of this Government to ensure set back does not happen and we are obviously going to discuss this further within the Committee but let me just clarify our intentions over here that our intention is not at all to have anything which is not within the ambit of the Money Bill to be part of that and if such a slip has been made, we will stand to correct it.

Mr. Chairman, also as far as the process to make recommendations is concerned, we are open to any recommendation we consider this House to be extremely important. Secondly, we will ensure that those recommendations are taken in, through a process of consultation and that the members of this honourable House know which recommendations are possible to be introduced and which not.

The second question that was raised by Prof. Sahib, this did indeed come to our notice, the Privilege Motion that he had raised and we are willing to take it up formally but just by precedent that quarterly report is released at a certain time and copies are sent to the Parliament on the same date which was indeed done. I understand as you have said they have still not been distributed and I am willing to look that up further but if this House recommends that before they are released to the Press they must be given to the House if the House is in session, before that indicates that the House is not in session we stand to be guided.

So these are all clear. We stand to be guided on all of this but in terms of precedent, the quarterly report has been released and made available to the public at large. Accountability of the State Bank to the public at large also but clearly through the two Houses. So, we stand to any recommendation which is made as to what the process should be in the future and I am quite sure that the copies have been sent to both Houses of the Parliament. Why they have not been distributed still is something I can check further.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ان کی یہ بات صحیح ہے کہ ماضی میں بھی یہ غلطی ہوتی رہی ہے۔ مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ once for all اس مسئلے کو طے ہو جانا چاہیے اور میری نگاہ میں اس قانون کا اس کے علاوہ کوئی اور interpretation نہیں ہو سکتا کہ quarterly report is the property of the Parliament. اس لیے پہلے اس کو یہاں آنا چاہیے simultaneously لیکن پہلے release کرنا غلط ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ اس Privilege Motion کو کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس معاملے میں ایک clear recommendation دے دی جائے اور آئندہ اس پر عمل کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Madam Minister has taken notice of your observation. If we feel that there are some wrongs done in the procedure

پیش کرنے میں تو by Saturday میں اپنی ruling دے دوں گا before the House is adjourned. اس وقت تک I think پیش بھی ہونے دیں we will go through the debate also but personally, and I think as member of the Parliament we would like the Parliament to be taken into confidence first. اور اس کے فوراً بعد پھر we will present to the people and to the press. They are the fourth organ of State now in a way and they are. تو ان کو پھر اسی وقت ہی release کر دیں تو بہتر ہوگا for future references. Thank you. سب سے پہلے اسحاق ڈار صاحب are you ready to take the floor. بسم اللہ کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سب سے پہلے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ بجٹ پیش ہو گیا محترمہ حنا ربانی کھر صاحبہ کو لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ unless we are frank. اور ہم complete honesty کے ساتھ ہر چیز کو analyze کریں اور دیکھیں کہ پاکستان کس طرف جا رہا ہے اور we will be only playing hypocrisy and we will not be fair to the cause for which we have been sent to this House. So, سب سے پہلے میری گزارش یہ ہے کہ even at the cost of repetition میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوتا چونکہ democratic process پاکستان میں سولہ مہینے سے آ چکا ہے۔ اب تک این ایف سی ایوارڈ کا مسئلہ حل ہو چکا ہوتا اور یہ indirectly بلوچستان کو، سرحد کو جو ان کے issues ہیں ان کے حل میں مدد دیتا جو وہاں ایک atmosphere بنا ہوا ہے۔ بہرحال یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ پاکستان میں پچیس سال میں صرف دو این ایف سی ایوارڈ آئے، ایک 1992 میں اور ایک 1997 میں جبکہ اب تک پانچ این ایف سی ایوارڈ آ جانے چاہیے تھے اور یہی وجہ ہے کہ جو چھوٹے صوبوں کی محرومیاں اور جو شکایات ہیں اگر آپ ایک transparent طریقے سے این ایف سی ایوارڈ جو کہ ایک آئینی requirement ہے، کو پوری کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید اتنے زیادہ ان کے گلے شکوے نہ ہوتے اور شاید آج پوزیشن تھوڑی سی بہتر ہوتی۔

اس کے ساتھ ساتھ ابھی جیسے ریکارڈ کیا کہ supplementary grant بہتر ہوتی کہ وہ چیزیں جو ہم as opposition اس طرف بیٹھ کر جب پیپلز پارٹی اور ہم اکٹھے یہاں agitate کیا کرتے تھے اگر وہی چیزیں repeat ہوں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ اگر ہم دوسروں کو اس وقت تنقید کا نشانہ بناتے تھے اور خود ہم اس پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ ایک dictatorial regime اور ایک democratic regime میں، اس کا مطلب ہے کوئی فرق نہیں۔ مشرف کی باقیات جاری ہیں۔ مشرف صاحب کی policies جاری ہیں اور مشرف صاحب کے sermon آج بھی ہم مختلف ٹیلی ویژن سٹیشنوں پر دیکھتے ہیں کہ اس وقت کے ان کے مختلف لوگ وہ آ کر ابھی بھی defend کرتے ہیں کہ جیسے وہ پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں چھوڑ کر گئے ہیں۔

جناب والا! اس حوالے سے، ایک اور general comment میرا یہ ہوگا کہ ہم یہ agitate کرتے رہے ہیں کہ Federal Bureau of Statistics کو autonomous ہونا چاہیے اور although ایک indication دے دی گئی ہے کہ autonomous کریں گے لیکن کب یعنی ہم Charter of democracy پر عمل کریں گے لیکن کب ؟ اسی طرح Federal Bureau of Statistics کو ہم autonomous کریں گے لیکن کب ؟ ایک clear time line ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ ایک تو پاکستان کے اندر political parties ایک دوسرے کے figures accept کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اتنی زیادہ controversy ہوتی ہے کہ پچھلے بیس سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں پیپلز پارٹی کچھ کہتی ہے، ہم کچھ کہتے ہیں۔ جب ایک دوسرے کے خلاف بات ہوتی ہے پھر پی ایم ایل کیو کی حکومت اور مشرف کو ہم کچھ کہتے رہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ Federal Bureau of Statistics جو ہے وہ autonomous professional body نہیں ہے۔ یہ working Division ہے اور یہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے ۔ کوئی بھی گورنمنٹ ہو، میں کسی کا نام نہیں لے رہا ہوں اور میں یہاں آپ کو discrepancies درجنوں میں گنوا سکتا ہوں۔ آپ پچھلے بارہ پندرہ سال کے Economic Surveys یہاں لائیں ان میں، میں آپ کو چیزیں دکھاؤں گا کہ آپ پہلے کچھ کہہ رہے ہیں اور آج کچھ کہہ رہے ہیں مثلاً پچھلے آٹھ سال میں ۔۔۔ پاکستان کے foreign exchange reserves last year تک جو تھے وہ misreport ہوتے رہے ہیں بلکہ پہلا سال ہے کہ سروے میں correct ہوا ہے یعنی ہمارے reserves سٹیٹ بنک کے پاس ہوتے ہیں، کمرشل بنک کے پاس FEC 25 ہوتے تھے، اس کا total پاکستان کے reserves ہوتے ہیں۔ آپ پچھلے سروے اٹھا کر دیکھیں، پچھلے شوکت عزیز صاحب کے زمانے کی تقریریں اٹھا کر دیکھیں ہر وقت 700 ملین ڈالر سے under state reserves ہوتے رہے instead of 2 billion six hundred and thirty eight million dollars تقریباً آپ کہہ لیں کہ US dollars 2.4 billion وہ reserves تھے وہ 1.7 billion dollars پہلا کالم دکھاتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب it is high time کہ اسی طرح poverty کے اوپر میں بات کروں گا۔ اس وقت بھی ہماری combined reservations پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی پچھلے آٹھ سالوں کے بارے میں ہیں لیکن اگر ان questionable marks کو جو اس data کے متعلق ہیں، اگر ہم نے ان کو remove کرنا ہے تو اس کا best علاج یہ ہے کہ ہم اس کو professionally ایک autonomous ادارہ بنائیں، اس میں professionals ہوں، اس میں independent economists ہوں، اس میں politicians کی representation ہو اس میں media کی representation ہو اور اس میں bureaucracy کی بہت limited representation ہو اور ان کو free access ہو اور یہ bound ہوں کہ quarterly report کریں۔ آج آپ کسی چیز کے figures اٹھا کر دیکھیں سٹیٹ بنک کی report کچھ کہہ رہی ہوگی، IMF کی رپورٹ کچھ کہہ رہی ہوگی اور ہمارا FBS کا figure کچھ اور ہوگا۔ یہ چیزیں جو ہیں، میں internal بات کر رہا ہوں جب ہم out side world سے deal کرتے ہیں، ۔جب ہم loan لینے جاتے ہیں یا دیگر عالمی اداروں سے ہمارا interaction ہوتا ہے ۔ ان کو بھی ہمارے

figures کی credibility پر question mark ہوتا ہے۔ تو اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری قدم ہوگا اور ہم مہربانی کرکے اسی current سال میں اسے autonomous کرلیں۔ اس پر کچھ لمبی چوڑی rocket science نہیں چاہیے آپ کو اسے autonomous بنانے کے لیے۔ مجھے کسی نے کہا کہ آپ کر دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ PPP or PML(N) کا resolve تھا کہ کریں گے۔ ہمیں PML(N) کو جتنا time ملا ہم نے سٹیٹ بنک کو autonomous کر دیا، ہم نے Corporate Law Authority کو autonomous کرکے Securities and Exchange Corporation of Pakistan بنا دیا۔ اب یہ ایک ادارہ ہے جس کے لیے میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ جب اس کو autonomous کر دیں گے تو ہمارے figures کی credibility کے اوپر جو question mark ہوتا ہے یہ کم از کم ختم ہو جائے گا۔ تو اس کے ساتھ ساتھ میری جو main چیزیں ہیں اب میں ان پر آؤں گا جناب والا! ہم نے دیکھا کہ GDP growth بڑی بد قسمتی سے 2% کے قریب ہے اور اس کے لیے بھی ہم base کر رہے ہیں estimated crops کے اوپر۔ یعنی پچھلے پانچ سال یا آٹھ دس سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو جو GDP declared ہوتی ہے وہ normally بعد میں change ہوتی ہے کیونکہ جب actual crop figures آتے ہیں تو وہ different ہوتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ 2% بالکل sustainable GDP growth نہیں ہے اور یہ 2% is almost equal to our population growth تو اگر ہم نے پاکستان کی بہتری اور development کرنی ہے، poverty line کو ختم کرنا ہے یا کم کرنا ہے تو اس کے لیے ہمیں GDP growth کا جو target ہے وہ سات سے 8% رکھنا پڑے گا اور اس کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ ایک طرف ہم نے wheat crop کو دیکھا کہ support prices کی increase کے ساتھ گورنمنٹ نے farmers کو جو incentives دیئے ہیں ان سے الحمد للہ ہماری جو crop ہے وہ بہتر produce ہو رہی ہے۔ اب جب ہم per acre yield compare کرتے ہیں اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ، انڈیا، چائنا سے یا دوسرے ممالک سے تو اس میں بہت زیادہ گنجائش ہے۔ ہم اللہ کے فضل سے ایک export country بن سکتے ہیں اور agriculture ہماری back bone ہے ہمارے جو water resources ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بھی proper manage کرنا ہے۔ پانی پر تو انڈیا کے ساتھ ہمارے مسائل ہیں۔ ہم کم ہوتے ہوتے ۳۰٪ کے قریب آ چکے ہیں۔ جو ہمارا آج سے ۲۰ سال پہلے پانی کا inflow ہوتا تھا اور انہوں نے کئی dams بنا لیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر گورنمنٹ کو بڑی دلیری کے ساتھ proactively موقف اپنانا چاہیے۔ یہ اتنا ہی ضروری ہے یا اتنا ہی important ہے جتنا کشمیر کا مسئلہ ہے کیونکہ ہماری agriculture produce جو ہے وہ water کے بغیر کم ہو جائے گی unfortunately ہم اپنے dams نہیں بنا سکے۔ پاکستان میں consensus ہو نہیں سکا اور دوسری طرف water inflow جو آتا تھا وہ کم ہو چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر Indus Water treaty کی رو سے ہمارا right ہے۔ بد قسمتی سے میں کہوں گا کہ ایک ڈکٹیٹر نے تین دریا hand over کر دیئے۔ تین ادھر آ گئے۔ اس وقت تو شاید ہمیں سمجھ نہیں تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے ہم بچے تھے لیکن آج اس کا analysis کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا blunder تھا اس وقت کی ڈکٹیٹر regime کا، اور آج وہ جو inflow تھا وہ dams بننے کی وجہ سے، مختلف variety of

reasons کی وجہ سے آج وہ تقریباً ۳۰٪ پر inflow ہے اور توقع یہ کی جا رہی ہے کہ شاید یہ ۲۰٪ تک اگلے دو تین سال میں چلا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری زراعت بری طرح متاثر ہو گی اگر ہم نے اس issue کو انڈیا کے ساتھ proactively take up نہیں کیا اور internally اگر ہم نے water reservoirs نہیں بنائے جن سے ہم بجلی بھی پیدا کر سکتے ہیں اور اپنے پانی کی agriculture management کے لیے کر سکتے ہیں plus جو دنیا میں اس وقت innovative agriculture طریقے ہیں ان کو اپنائیں۔ اس وقت ہم انڈین پنجاب کی yield دیکھیں اور پھر پاکستان میں دیکھیں گے، تو آپ دیکھیں کہ yield کا زمین آسمان کا فرق ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ there is a potential یہ کوئی different زمین نہیں ہے۔ صرف ہماری research or development بہت کمزور ہے اور اگر ہم اس کی طرف توجہ دیں تو بہتر ہو سکتی ہے۔

دوسری بات جو میں GDP growth کے حوالے سے point out کروں گا وہ یہ ہے کہ بد قسمتی سے ہماری manufacturing growth کا سب کو پتا ہے کہ پچھلے سال negative ہوئی ہے اور وہ 3.3% negative ہے اور large scale manufacturing industries پچھلے دس مہینے سے negative چل رہی ہے کیونکہ large scale manufacturing negative 7.7% ہیں اور انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔ جناب والا! یہ sustainable نہیں ہے۔ جب ہم ہاؤس میں پچھلے پانچ سات سال میں تقاریر کرتے تھے اور جب وہ یہاں آ کر بڑے tall claim کیا کرتے تھے کہ جناب! ہم نے پاکستان میں موبائل فون اتنے لاکھ پیدا کرنے شروع کر دیئے ہیں ہم نے گاڑیاں اتنی پیدا کرنی شروع کر دیں تو میں ہمیشہ اٹھ کر یہ عرض کرتا تھا کہ خدا کے لیے یہ sustainable نہیں ہے۔ جب پاکستانیوں کی demand ان چیزوں کی پوری ہو جائے گی تو پھر کیا کرو گے کیونکہ ہم cost wise competitive نہیں ہیں۔ ہم export میں مقابلہ نہیں کر سکتے، چائنا، کوریا، تائیوان کا۔ تو میں بالکل sure ہوتا تھا جب میں کہتا تھا، آپ میری speeches اٹھا کر دیکھیں میں کہتا تھا کہ time آئے گا جب یہ sustainable نہیں ہو گی اور وہی بات ہوئی کہ آج وہ تمام ادارے جو ہیں، پاکستان کی demand پوری ہو گئی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری negative growth شروع ہو گئی۔ جناب چیئر مین! اس negative growth کی بنیادی وجہ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ lack of actions بھی ہمارے parts پر ہیں مثلاً نمبر ا۔ ہمارا جو M-2 یعنی monetary growth ہے جس کو ہم monetary policy of Pakistan کہتے ہیں اس میں ایک بڑی massive contraction آئی اور basically میں سمجھتا ہوں یہ IMF کی directions ہوں گی اس میں massive contraction آئی ہے کہ M-2 کی growth پچھلے سال 15 per cent پر بند ہوئی تھی وہ اس سال تقریباً 4.5 percent کے قریب ہے وہ جو آپ نے total squeeze کر دیا اس سے ملک میں جو money in circulation ہے ہماری monetary policy tightening کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ basically inflation کو روکنے کے لیے کیا تھا لیکن ایسے حالات میں جب کہ global economic crisis ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اتنا زیادہ squeeze کرنا انڈسٹری اور GDP کے interest میں نہیں تھا۔ دوسرا جو issue ہم سب کو معلوم ہے وہ energy crisis ہے اور یہ پھر

اس حکومت کا بنایا ہوا نہیں ہے یہ آٹھ دس سال میں ہمارا failure as a country ہے۔ میں کسی blame game میں نہیں پڑنا چاہتا let us analyze last one decade کہ یہ پاکستان کہاں تھا آج کہاں ہے اور ہم نے اس کو آگے کیسے لے کر جانا ہے، جو خرابیاں ہیں ان کو کیسے دور کرنا ہے تو جناب والا! ہم نے دیکھا کہ پچھلے دس سال میں ایک میگاواٹ ہم نے نیا hydel نہ تھرمل پیدا کیا اور کوئی نیا project نہیں لگایا اور آج اسی وجہ سے یہ crisis ہے۔ اس زمانے میں کچھ لوگوں کو global diarrhea لگا ہوا ہے وہ ٹیلی وژن پر آ کر کہتے ہیں کہ 17000 megawatt کی capacity ہے اور 12000 اس وقت produce ہو رہی ہے اور حکومت پیسے نہیں دے رہی۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حکومت کے نمائندے کیوں اس کا جواب نہیں دیتے۔ مجھے جہاں پر opportunity ملتی ہے تو میں اسے explain کرتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ آپ کی installed capacity is not true manufacturing capacity, وہ certain capacity ہے اور اس سے اوپر آپ جا ہی نہیں سکتے۔ If installed capacity is 1000, it does not mean that you can really produce 1000 MWs, it has to be the minimum achievable. آپ کا level مثلاً 75 %۔ لیکن I failed to understand nobody comes up from the treasury benches on television and explain this. اور میں دیکھتا ہوں کہ وہی صاحبان ایک channel پر اپنے sermon دے رہے ہوتے ہیں ان کو diarrhea لگا ہوتا ہے وہیں چیزوں کا دوسری جگہ، تیسری جگہ، چوتھی جگہ پر پھر وہ کہتے ہیں اور IMF کی report نکالتے ہیں کہ دیکھیں اس حکومت نے 70 billion ڈالرز سے 170 billion جو ہیں وہ GDP کا سائز accept کر لیا ہے اور IMF کو letter لکھا ہے۔ میں luckily program میں تھا میں نے کہا کہ جب قرضہ لینے جاتے ہیں تو آپ بنا سنوار کر figures دکھاتے ہیں، جانتے ہوئے کہ اندر سے bankrupt ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت اچھے ہیں اب ایک gloomy picture paint نہیں کرتے ہیں۔ How the hell میں نے کہا کہ کیا آپ نے accounting base, rebase نہیں کی 1990-1991 سے 2000-2001 جب دس سال آگے لے گئے۔ With one action, the Pakistan account base آپ base increased GDP by 27%. No contribution of any government. آج پھر change کریں۔ اگلے سال، دو چار سال کے بعد پھر یہی ہو گا۔ یہ چیزیں ہیں اور ہم اسی House میں وہ تین سال چیخیں مارتے رہے کہ جناب! آپ تین سال تک اس کا impact ہمیں دیں جو آپ نے accounting base change کی ہے۔ اگر change کی ہے تو figures کیا ہیں، اگر change نہ کرتے تو کیا ہوتا۔ This is very standard practice in any country, when they change the accounting base of the national accounts تو اس میں وہ تین سال تک figures normally دیتے ہیں کہ آپ کے previous account base پر یہ figures بنتے ہیں آپ کے نئے account base پر یہ figures بنتے ہیں تاکہ لوگوں کو سمجھ آئے۔ تو یہ ہماری gimmicks ہیں، اس سے باہر نکلنا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام ہنگامی بنیادوں پر کرنا چاہیے کیونکہ پاکستان کی جو sustainable ترقی اور GDP growth ہے، وہ consumption led development پر نہیں ہے جو ہم نے ان آٹھ سالوں میں دیکھی ہے۔ ہم نے پاکستان کو ایک consumer society بنا دیا ہے۔ ہم

نے credit cards issue کر دیئے۔ یہ کہہ دیا گیا کہ گاڑیاں لے لیں، fridges لے لیں، televisions لے لیں یعنی ساری دنیا کی چیزیں ادھار پر لے لیں۔ ہم نے قوم کو ادھار پر لگا دیا ہے and as a consequence پاکستان کی جو saving GDP ratio ہے، وہ آگے ہی as compared to other countries بہت کمزور ہے، ہم نے دیکھا کہ وہ اس وقت اسی طرح بری کی بری ہے۔ ہم نے revenue side پر اپنے targets,1250 billion fix کئے۔ پھر ہم IMF سے negotiation کے وقت 1360 پر چلے گئے اور میں بد قسمتی سے کہوں گا کہ اب original target سے بھی کم پر آ گئے ہیں۔ This year now محترمہ وزیر مملکت نے جو announce کیا ہے کہ it is expected to close at rupees 1179 billion. تو جناب یہ 1179 billion جو ہے، اس میں آپ یہ بھی مد نظر رکھیں کہ پاکستان میں inflation almost 22% تھی تو یہ growth in revenue in last one year is actually a negative growth. It is not a positive growth after adjusting the inflation factor of 22%. تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو manufacturing side پر جو کہ انہوں نے announce کیا ہے لیکن مجھے اس کے لئے اس بجٹ میں tangible measures نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اس میں tangible measures ہونے چاہئیں کہ یہ، یہ اقدامات اٹھائیں گے اور کس طرح ہم اسے achieve کریں گے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم agriculture کی ترقی پر توجہ دیں گے، ہم manufacturing کو آگے لے جائیں گے، I think, these statements must be matched with practical measures and an action plan with a very proactive implementation plan is needed. کیونکہ یہاں پر آپ کی employment generate ہو گی، یہاں پر آپ کے لوگوں کو نوکریاں ملیں گی، میں سمجھتا ہوں کہ یہاں سے اللہ کے فضل سے پاکستان کی ترقی 7 or 8% کی طرف جائے گی جس سے پھر ہماری unemployment میں بھی کمی آئے گی۔ ابھی situation یہ ہے کہ دس سال پہلے جو لوگ unemployed تھے اور جو آج unemployed ہیں، اس کے بارے میں 30 جون 2008 کا latest data available ہے، اس میں 3,50,000 کا اضافہ ہوا ہے۔ تو یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ آٹھ سال ہم ایک ڈکٹیٹر کی تقریریں اور ان کی economic team کی تعریفیں سنتے رہے ہیں کہ ہم نے دودھ اور شہد کی ندیاں بہادی ہیں لیکن جب آپ پاکستان میں بے روزگار لوگوں کے figures دیکھتے ہیں، میں اپنے figures کہیں quote نہیں کروں گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں controversy آئے گی۔ جہاں میں یہ quote کروں گا تو اس کے بارے میں بتاؤں گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں لیکن Economic Survey کے مطابق 9 سال میں پاکستان میں 30 جون 2008 تک 3,50,000 بے روزگار لوگوں کی تعداد بڑھی ہے۔ اس وقت تو یہ گورنمنٹ نہیں تھی، ابھی 30 جون 2009 کا figure آئے گا تو پتا چلے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم manufacturing and agriculture growth کی طرف نہیں جائیں گے، ہمارا یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب والا! اس کی ایک relevance پاکستان میں مہنگائی ہے۔ ہم سب ہر روز سنتے ہیں۔ آج بھی لوگ جلسے اور جلوس نکال رہے ہیں۔ میں ایمانداری کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ ملازمین کی salaries بہت کم بڑھائی ہیں although یہ provisional ہیں تاہم اگر ہم یہ 15% provisionally کر سکتے ہیں تو ہم provisionally اسے

زیادہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس وقت 15% across the board تنخواہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 22 تک بڑھائی گئی ہے۔ میں اس میں sure ہوں۔ تاہم اگر میں غلط ہوں تو Treasury Benches والے مجھے correct کر سکتے ہیں کہ یہ جو increase ہوتی ہے، یہ basic pay scale پر ہوتی ہے۔ یہاں بہت گورنمنٹ ملازمین بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ اصل میں 15% اضافہ نہیں ہوتا ہے، یہ تقریباً 6 یا 7% سے زیادہ نہیں ہو گا، وہ basic pay scale جو ہے، یعنی 2000 پر اتنی increment ہے، 3000 پر اتنی increment ہے اور 5000 پر اتنی increment ہے، اسے 2000 پر ہی 15% ملے گا۔ تو یہ جو increase ہے، یہ بڑی unreasonable ہے۔ میں بہت ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ اس increase کو گریڈ ایک سے لے کر پندرہ گریڈ تک کم از کم 30% تک ہونا چاہیے اور grade 16 سے 22 grade تک آپ 15% دے دیں۔ جناب والا! جس ملک میں inflation 22% ہے it does not require a rocket science to understand کہ increase کتنی ہونی چاہیے۔ ٹھیک ہے کہ ہمارا اگلے سال کا ہدف inflation 10% ہے۔ مئی، جون تک کہتے ہیں کہ 14 % ہو جائے گا لیکن inflation نے تو cost of living increase کر دی ہے۔ آپ تو future inflation کی بات کر رہے ہیں۔ اگر ہم اپنی salaries کو اگلے سال کے ساتھ justify کرنے کی کوشش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ it is not fair. It is the increase due to the inflation which has already taken place.

جناب والا! اب آپ again, government کے figures لے لیں، آپ Consumer Price Index کو لے لیں۔ جناب چیئرمین! یہ جو 1999 کی CPI تھی، یہ 3.58% تھی۔ ہم نے جو سال اب close کیا ہے، یہ 22.35% ہے اپریل 2009 تک۔ This is government figure. یہ 30 جون 2008 کو یہ 10.27% تھی۔ آپ Sensitive Price Index لیں، وہ 1999–2000 میں 1.83% تھی ۔ جولائی۔اپریل 2008 میں 14.09% تھی اور again جولائی۔اپریل 2008–09 میں 26.33% ہے۔ اگر آپ Wholesale Price Index لیں، تو 1999–2000 میں 1.70% تھی۔ جولائی۔ اپریل 2007–08 میں 13.7% م اور جولائی اپریل 2008–09 میں 21.44% تھی تو آپ دیکھیں کہ جو trend ہے، آپ Consumer Price Index کو لے لیں تو this is about five times. یعنی almost 500%. Now, this is why people are screaming کہ جناب اب ہمیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے۔ ہم utility bills کیسے دیں۔ بچوں کو سکول بھیجیں یا ہم اپنے خرچے پورے کریں۔ تو یہ مہنگائی کا جو طوفان ہے۔ I am glad کہ ایک target رکھا گیا ہے، اس میں obviously پاکستان کے علاوہ global contribution ہے کہ ہماری food کی prices باہر کی دنیا میں بھی آسمان پر چلی گئیں۔ خاص طور پر petroleum products کی prices آسمان پر چلی گئیں۔ اس کا impact اس مہنگائی میں ہے۔ میں اسے acknowledge کرتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے گورنمنٹ اب claim کر رہی ہے کہ ہم اسے by the next June, 2010, hopefully 10% پر لے آئیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسے properly manage کریں اور اسے properly monitor کریں تو یہ آ سکتی ہے۔ تو یہ جو ہماری inflation کا مہنگائی

کے ساتھ direct nexus ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے میں گورنمنٹ کو request کرتا ہوں کہ مہربانی کرکے اسے consider کریں، اور revision of salaries and allowances from 1 to 15 grade کریں۔ ان بے چاروں کے لئے یہ بڑا مشکل ہوگا کہ 15% of the basic pay scale پر آپ اسے increase دیں اور وہ بے چارہ یا بے چاری اس میں اپنے معاشی معاملات چلا سکے۔

جناب والا! ایک اور بات جو بڑی relevant ہے، وہ poverty line ہے اور poverty line کے بارے میں ہم پچھلے 8/9 سالوں میں مختلف figures سنتے رہے ہیں کہ جناب! ہم نے poverty line کو 34% سے کم کرکے 24% کر دیا ہے۔ آپ پچھلے پانچ چھ سالوں کے سروے اٹھا کر دیکھ لیں۔ کیا کیا گیا؟ یہ وہی jugglery ہے جس کے بارے میں، میں پہلے بات کر رہا تھا کہ پچھلی گورنمنٹ نے ایک ڈالر سے switch کیا۔ انہوں نے کیا کیا کہ per head calorie base پر اپنی calculation شروع کر دیں اور random sample کون سے select کئے؟ یہ relatively اچھے اضلاع اور اچھے villages سے لئے تھے۔ اس کی basis پر 24% طے کیا۔ اب World Bank کہہ رہا ہے، اس کی جو latest رپورٹ آئی ہے کہ پاکستان میں ایک ڈالر سے کم کی جو poverty line ہے، یہ تقریباً 36% ہے۔ مجھے اس سے بھی serious اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب والا! آپ یا کوئی بھی اس ہاؤس سے مجھے convince کرلے یا سمجھا دے 2000-1999 میں جو ایک ڈالر تھا، اس وقت اس کے یہاں 54 روپے ملتے تھے اور آج 80 روپے ملتے ہیں، کیا آج بھی ایک ڈالر کی purchasing power وہی ہے جو پہلے تھی؟۔ کیا آج اس ڈالر سے وہی چیزیں خرید سکتے ہیں جو اس وقت خرید سکتے تھے؟ امریکہ یا دنیا میں مجھے کوئی بھی ایسا ملک بتا دیں کہ کیا وہ چیزیں جو اس وقت وہ ایک ڈالر سے خرید سکتے تھے، آج خرید سکتے ہیں؟ It is the high time that یہ poverty definition جو ہے، اسے اب revise کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو پاکستان کی minimum wage جو 99-1998 میں اڑھائی ہزار روپے تھی، آج چھ ہزار کیوں ہے؟ It has a direct nexus with the minimum poverty line. تو جو چھ ہزار ہے، آپ اگر اسے convert کریں تو آپ کو تقریباً اڑھائی ڈالر چاہئیں روزانہ۔ میں کہتا ہوں کہ دو ڈالر لے لیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو سن کر افسوس ہوگا کہ پاکستان کی آبادی جو دو ڈالر سے کم آمدن والی ہے، وہ 73.6% ہے۔ More than 73% population of Pakistan is earning less than two dollars a day. اس میں 36% لوگ ایک ڈالر سے کم آمدنی والے اور تقریباً 38% لوگ ایسے ہیں جو دو ڈالر سے کم آمدنی والے ہیں۔ تو یہ جو اس وقت پاکستان کی state of poverty line ہے، میں سمجھتا ہوں کہ we really need کہ اس پر war footing پر کام کیا جائے۔ اس وقت poverty پر مختلف debates ہو رہی ہیں کہ وہ جی، کتنی تھی اور کتنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر Federal Bureau of Statistic independent ہو گیا، اللہ ایسا کرے تو کم از کم ہماری یہ problem ختم ہو جائے گی۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں Non-development Expenditures کے بارے میں عرض کروں گا۔ ہم نے frankly کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ہم again ابھی بھی وہی روز سنتے ہیں۔ ٹی وی میں مباحثے ہو رہے

ہیں کہ جناب ساڑھے تین سو ارب سے ایک ہزار ارب پر ہم پاکستان کے ٹیکسز لے گئے ہیں۔ یہ تو 380 بلین جمہوری حکومت چھوڑ کر گئی تھی۔ میں بالکل مانتا ہوں۔ میں بالکل ان کو اس کا credit بھی دیتا ہوں۔ میں ان کو compliment کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کام کیا لیکن اس میں inflationary factor بھی ہے اور اگر کوئی کچھ بھی نہ کرے تو آج ویسے ہی اس کے قریب، ساڑھے آٹھ سو، نو سو ارب ہونا ہی چاہیے تھا۔ ہم نے جو غلطی کی، as a nation we are not learning to live within our means ہماری basic problem ہے what I always call twin deficits of Pakistan ایک ہمارا deficit ہے پاکستان میں روپوں میں آمدنی اور اس کے against اخراجات اور دوسرا deficit ہمارا ہے، ڈالرز میں اگلے سال کی ہماری inflows اور اس کے against ہمارا planned expenditure۔ وہ ہمارا ڈالرز میں current account deficit ہوتا ہے these are our current account deficit and overall fiscal deficit.

جناب! جہاں ہم نے ایک طرف ساڑھے چھ سو ارب کی آمدنی یا ٹیکسز collect کر کے بڑھائے، دوسری طرف ہم ساڑھے چار سو ارب سے اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کو سولہ سو ارب پر لے گئے۔ That's where the problem lies کہ آپ نے آمدنی بڑھائی ساڑھے چھ سو ارب، آپ نے اخراجات بڑھائے تقریباً بارہ سو ارب۔ کیا پاکستان یہ sustain کر سکتا ہے no country can sustain this اور اسی وجہ سے آپ کے non development expenditure پر cut لگنی چاہیے، massive cut لگنی چاہیئے۔ جب ہم demonstrate نہیں کریں گے کہ ہم اپنے اخراجات کو اپنی آمدنی کے مطابق adjust کریں، جیسے بھی ہمیں دو چار سال تکلیف اٹھانی پڑے، میں سمجھتا ہوں کہ آنے والی generations کے ساتھ ہم کوئی اچھائی نہیں کریں گے۔ اگر ہم borrowed money پر اسی طرح انحصار کریں گے تو ظاہر ہے کہ ہماری debt servicing اسی طرح بڑھے گی اور یہی وجہ ہے کہ ہماری debt servicing تیس جون ۱۹۹۹ء کو دو سو بیس بلین تھی، تیس جون ۲۰۰۸ء کو چار سو نوے بلین ہو گئی اور اس سال جون 2009 میں بدقسمتی سے چھ سو انیس بلین پر ہماری debt servicing ہے۔ یعنی تین گنا۔ آپ دیکھیں ذرا کہ دو سو بیس بلین دس سال پہلے آپ دے رہے تھے اور آج آپ چھ سو بیس بلین debt servicing دے رہے ہیں۔ غیر ترقیاتی اخراجات میں یہ اتنی بڑی آئٹم ہے، یہ آپ کے development expenditure کو کھا رہی ہے چونکہ آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو آپ اور ادھار لیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا قرضہ has a direct nexus with that Governments year after, for the last twenty years, every government has been banking on borrowing and meeting such deficits. Resources پر ہمارا کوئی زیادہ focus نہیں ہے جو پاکستان میں natural resources ہیں ان کو exploit کریں۔ ہم یا بھیک مانگتے ہیں یا ہم قرضے لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے پاکستان کا جو debt تھا، جو تیس جون ۱۹۹۹ء کو ہمارا اندرونی قرضہ تھا، وہ اس کے دو figures ہیں پچھلے سالوں کا survey اٹھائیں تو ۱۳۹۲ یا 1393 تھا، ابھی جو میں نے پڑھا ہے جو unfortunately rupees1450 billion تھا دونوں میں قریباً ساٹھ ارب روپے کا فرق ہے۔ چلیں چودہ سو پچاس ارب لے لیں۔ It has now increased to 3758 billion in ten years. Now this is not sustainable.

It has almost increased to 260%, the domestic debts in last ten years اسی طرح آپ کا foreign debt تیس ارب ڈالر سے بڑھ کر پچاس ارب ڈالر پر as of March 2009 پہنچ چکا ہے۔ اگر آپ اس total debt کو add کر لیں، یعنی total Pakistan public debt تو یہ جو تین تیس جون ۱۹۹۹ء کو تین ہزار بلین روپے تھا، وہ آج بڑھ کر ساڑھے سات ہزار ارب تک پہنچ گیا ہے۔ اگر آپ further analyze کریں، آپ fiscal deficit پچھلے دس سال کے add کر لیں تو وہ تقریباً ۱۹۰۰ ارب ہیں۔ آپ کو clear اندازہ ہو جائے گا کہ ایک تو جو debt آپ نے increase کیا تقریباً چار ہزار بلین کا، وہ آپ نے fiscal deficit غیر ترقیاتی اخراجات اور آمدنی کا فرق آپ نے finance کیا قرضے لے کر اور دوسری طرف آپ کی devaluation جو foreign loans ہیں، ان پر آپ نے ایک hit کھائی، foreign currency fluctuation کے حوالے سے کہ اس وقت ریٹ 54 روپے تھا اور آج different ہے 80 روپے۔ میں سمجھتا ہوں کہ fiscal deficit کو ہمیں کم کرنا چاہیے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ پاکستان کا جو fiscal deficit دس سال پہلے 179 billion تھا وہ پچھلے سال تقریباً نو سو اٹھاون بلین پر جا رہا تھا، جب نئی حکومت آئی اور اس وقت بڑی چیخ و پکار ہوئی حالانکہ آپ ہمیشہ نئی حکومت کو clean slate دیتے ہیں اور کیبنٹ کا فیصلہ بالکل موزوں تھا کہ جناب! پاکستان کے عوام کو اگر آئی ایم ایف کا نمائندہ permanent Q-Block, Finance Ministry میں بیٹھ کر ہر دن IMF کو figures دے سکتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کا ہی پہلا حق ہے کہ سب سے پہلے اس کو figures ملنے چاہئیں۔ یہ اسی لیے میں Federal Bureau of Statistics but autonomous کی quarterly report کی demand کر رہا ہوں کہ یہ پاکستانی عوام کا حق ہے۔ ان کو پتا ہونا چاہیے کہ ان کا ملک کس طرف جا رہا ہے اور اس وقت چیخ و پکار ہوئی۔ ہم اس وقت coalition partner تھے، کیبنٹ نے وہ figures public کیے۔ کیبنٹ نے fire fighting کے کام کا اسی وقت اعلان کیا اور تین مہینے کی محدود مدت میں ہم نے دو سو اٹھاون ارب روپے سے deficit کی improvement کی۔ آپ نے دیکھا کہ اس میں بڑی تکلیف سے ہم نے بانوے ارب روپے سے نئی revenue generation کی اور تقریباً 166 ارب روپے کی ہم نے بڑی painful cuts کیں اور کافی bold cuts تھیں۔ وہ تب ہی ہوتی ہے جب آپ کو یہ معلوم ہو کہ جہاں ہمارا ملک ڈوب رہا ہے۔ ہمارے coalition partners PPP and PML(N) کے لیے بہت اچھی opportunity تھی کہ ہم تین مہینے اسی طرح جانے دیتے۔ ہم کہتے کہ جی deficit نو سو اٹھاون ارب ہے، let it be the bleakest year in the history of Pakistan that what dictatorship gave to a democratic country لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کے ساتھ ظلم ہوتا۔ پاکستان کی in fiscal deficit that would have been the bleakest year in the history of Pakistan یہ تو اگر سات آٹھ سال کا اکٹھا آپ لیں، 1990s and 80s کا تو وہ اس کے مقابلے میں آمریت کے ایک سال کا fiscal deficit ہوتا یا آمدنی کا جو فرق تھا، ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ کدھر خرچ ہو رہے تھے۔ یعنی ایک wheat کی import اور export پر یہاں غلط فیصلے کر کے ECC میں، اس میں پاکستان کو چالیس ارب روپے کا نقصان پہنچایا۔ ایک آئٹم نے۔ اسی طرح دوسری subsidies اور چیزیں تھیں،

اس کو جو ہم نے کیا، اس کے باوجود وہ سال، شکر ہے کہ 750 کے قریب close ہوا اور اس سال بھی 582 billion کا deficit ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوتا کہ پاکستان کا اگلے سال کا جو projected deficit میرا ذاتی طور پر اس سے بڑا اختلاف ہے۔ ابھی project کیا گیا ہے 722 billion۔ جناب ہم کیا بتانا چاہتے ہیں؟ کوئی بھی حکومت ہو، ایک لمبا چوڑا aggressive plan، ہم نے پچھلے سال کیا کیا ہے؟ کیا ہم نے جو development expenditure project کیے تھے کیا ہم نے خرچ کر لیے ہیں؟ نہیں۔ ہم خرچ نہیں کر سکے۔ We have massive deduction in that figure and we have been unable to spent that money because ہمارے پاس پیسے ہی نہیں تھے۔ اگر آپ figures دیکھیں جناب والا! let me give you, 439 billion ہم نے development expenditure کے لیے رکھا تھا۔ 379 now reported ہے، منسٹر صاحب نے جو details دی ہیں اور جو other development expenditure ہوتے ہیں، اس میں 78 رکھا تھا اور 59 ہے۔ 80 billion rupees کی اس میں cut ہے 80 billion only one item اور ہماری reliance کہاں ہے foreign inflows کے اوپر now foreign inflows ہم نے کوئی foreign exchange cover نہیں لیا ہوا، ہمیں روپے زیادہ دینے پڑتے ہیں۔ دس سال پہلے جس ڈالر کے ہمیں چون روپے دینے پڑتے تھے، آج اسی ڈالر کو واپس کریں گے تو ہم اپنے ٹیکسز کے ۸۰ روپے سے زیادہ استعمال کر کے اس ڈالر کو خرید کر واپس کریں گے۔ یہ جو ایک بہت بڑا 722 billion کا budgeted deficit ہے، I am sure وہ کہیں گے کہ یہ percentage جو GDP کی ہے وہ کوئی اتنی بری نہیں ہے۔ پچھلی حکومت نے percentage کا جو نیا ڈرامہ کرنے کی کوشش کی۔ آج آپ کی جو GDP ہے، اگر آپ اسی کو لے لیں، صرف per capita بارہ ہزار دو سو اسی ہے وہ تیرہ ہزار پچانوے بن جاتا ہے۔ this is mainly inflation اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں ہے۔ Basically it is an inflationary .factor which adds in figures. It has been killing the cost of living. میں سمجھتا ہوں کہ یہ 722 billion کاش کہ ہم اس کو slice down کرتے اور اس کو ہم پچھلے سال سے unfortunately جو بہت برا سال تھا، دنیا اور عوام کو ایک massive change دکھاتے۔ ہم پھر یہی plan کر رہے ہیں کہ ہم 722 billion کا fiscal deficit اگلے سال کا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے دیکھا کہ پچھلے سال کے جو اخراجات ہیں، اس کا پروفیسر صاحب نے بھی ذکر کیا اور رضا ربانی صاحب اور دوسرے لوگوں نے بھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو باتیں کیا کرتے تھے ہمیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ چاہے ہم ادھر بیٹھے ہوں یا ادھر بیٹھے ہوں۔ یہ supplementary کیا؟ مجھے کتاب لا کر دیں، میں ابھی نکال دیتا ہوں supplementary grant کہ جی کتنا over run expenditure ہے apologetic ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہم چھپا رہے ہیں؟ دو ہفتے کے لیے؟ دس دن کے لیے؟ جب بجٹ پاس ہو جائے گا، جو پچھلی گورنمنٹ کرتی تھی، پھر وہ لا کر کتابیں دے دیتی تھی۔ میں نے خود بیٹھ کر figures نکالی ہیں۔ اس میں ٹائم لگتا ہے۔ You don't have that much time to work on it. ہم نے exercise کی ہے which is the

Let me give you few تو اس کو دینا چاہیے۔ responsibility of any sitting government figures.

There will be supplementary grants which will be coming in this House and in the National Assembly. I have picked up a few items. Cabinet Division 1478 million budgeted وہ، نہیں ملی supplementary grant book مجھے، آئے گی demand 2002 تھی، اب 315 million supplementary grant ہمیں، ہے revised estimate 1793 کا کتاب میں پتا چلے گا کہ ہم نے Cabinet Division میں 315 million زیادہ خرچ کیے ہیں یعنی ignoring کہ ہمارا حال کیا ہے۔

میں یہ پچھلے بارہ مہینوں کی بات کر رہا ہوں۔ اسی طرح with all due respect, I have the highest regard for the Prime Minister. He is a very fine person, very nice team leader لیکن انہوں نے declare کیا تھا کہ میں اپنا expenditure 30% cut کروں گا۔ Last year, 2008 کی demand میں PM Secretariat کا خرچہ 230 million budgeted تھا اور ابھی کتابوں میں جو revised estimate ہے، وہ pink book and appropriation grants کا جو پلندہ ہے، اس میں سارے figures مل جاتے ہیں you have to just work hard revised estimate is 384 million. So we will be having a supplementary grant of 153 million which is almost 60% over run حالانکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں 30% cut کروں گا۔ مجھے نہیں پتا کہ اس کی detail کیا ہے۔

اسی طرح بدنام زمانہ ادارہ National Accountability Bureau جو تھا، ہم نے بڑی thumping کی تھی کہ 150 million بجٹ ہے لیکن اگلے سال zero ہو جائے گا۔ We will be shocked اس کا پورے سال کا خرچہ revised estimate 478 million ہے۔ ہم نے وہاں کچھ رکھا ہے اور یہاں Lower House میں بھی بڑا welcome ہوا، ہم نے دیکھا کہ جب ہم سال ختم کر رہے ہیں تو اللہ کے فضل سے آخری ایک دن میں supplementary grants approval کے لیے آئیں گی جب بجٹ پاس ہو جائے گا۔ 478 million expenditure against 150 million budgeted. It is extra expenditure, it will require 328 million supplementary grant approval. اسی طرح Defence Services 295 million تھا، خرچ 308 million ہوا ہے، اس میں 13 million additional خرچہ ہے۔ Defence Production Division one has to look into 421 million budget تھا، خرچ 2102 million ہوا ہے اور 1681 million is the additional expenditure against the budgeted allocation of last year. یہ بھی supplementary grant میں ہمیں تفصیل ملے گی۔ Other expenditures of Ministry of Foreign Affairs, 1266 million budgeted, 1664 million is revised estimate. 398 million extra expenditure, more than the budgeted figure. In the last budget year. اسی طرح Ministry of Information and Broadcasting, 1927 million budget تھا اور 2036 million خرچ کیا ہے، اس میں 109 million

supplementary grant approval کے لیے آئے گی۔ Expenditure on Interior Division, 1153 million was budgeted, 1624 million is expenditure. 471 million over run. یعنی Expenditure more than the budgeted figure. Expenditure on Labour and Manpower, 6 million was allocation, revised estimate is 35 million, 29 million over run زیادہ خرچہ۔ Lastly, میں نے یہ چند items just to demonstrate, pick کیے ہیں۔ Youth Affairs Division, allocation was 56 million اور 1206 million خرچ ہوئے ہیں یعنی صرف 56 million budget کے against 1206 million خرچ ہوئے ہیں اور اس میں 1150 million کی supplementary grant آئے گی۔ میں اگر پوری کتاب سے کرتا تو مجھے چار دن لگنے تھے۔ میں نے یہ چند items اس لیے کیے ہیں کہ What is financial discipline? What is budget? پھر بجٹ کا فائدہ کیا ہے، آپ بجٹ بنائیں ہی نا۔ آپ کہہ دیں کہ پچھلے سال کا بجٹ سمجھیں، اگلے سال جو figures آئیں گے، آپ کو بتا دیں گے۔ بات یہ ہے کہ بجٹ کا اصل مقصد ہوتا ہے کہ you have targets. Target for revenue, which is going down. Target for expenditure, which is going up. نتیجتاً آپ کا fiscal deficit wide ہو رہا ہے and you are relying on borrowing اور ابھی جو borrowing reliance ہے، وہ پاکستان کے اندر سے زیادہ، پاکستان سے باہر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کی جو بڑی weakness ہے کہ اس میں external resources پر بہت rely کیا گیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سال ہم نے جو foreign assistance پر rely کیا ہے، وہ 510 ارب روپے کے inflows ہیں۔ خدانخواستہ وہ نہیں آتے، اس میں delay ہوتی ہے یا آخری quarter میں آتے ہیں تو کیا آپ اپنے اخراجات روک دیں گے؟ آپ IDPs پر خرچ کرنا روک دیں گے؟ آپ اپنی development schemes suspend کر دیں گے؟ یہ کوئی چیز بھی نہیں ہو سکتی۔ اتنی heavy reliance on external resources has never been in the history of Pakistan. ہماری Economic Management Team جو ہے، وہ اگلے سال 6.4 ارب ڈالر further inflows ادھار لے کر آنا چاہتی ہے اور as late as yesterday, I heard dear friend Shaukat Tareen Sahib کسی نے پوچھا کہ اگر Friends of Pakistan کے پیسے نہیں آئیں گے تو آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ IMF سے اور قرضے مانگیں گے۔

ہم کدھر جا رہے ہیں؟ خدا کا خوف کریں، اگر قرضہ لینا ہے تو پاکستان سے لیں، کم از کم آپ کو currency devaluation کی مار تو نہ پڑے۔ آپ اپنی balance sheet کی بالکل تباہی پر اتر آئے ہیں۔ یہ IMF کی طرف سے disaster ہے، یہ IMF میں جانے کا ہمیں نقصان ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ پاکستان سے borrowing نہ کریں۔ آپ State Bank سے، فلاں سے نہ کریں۔ We have to manage our economy اور ہماری Economic Management Team is very happy اور پھر کل مشیر صاحب ایک ٹیلی ویژن چینل پر فرما رہے تھے کہ جناب کوئی بات نہیں اگر Friends of Pakistan سے پیسے نہیں ملیں گے تو ہم IMF سے مزید قرضے لیں گے۔ Sir,

the biggest flaw in this budget, I believe is a very heavy reliance on the foreign inflows and this is very unfortunate. محترمہ وزیر صاحبہ بیٹھی ہیں، ان سے پوچھیں کہ ان کو IMF third tranche مل گئی ہے۔ ابھی serious conditionalities کا مسئلہ آ رہا ہے۔ They are unable to deliver, what they want. ابھی آپ کے پاس پچھلے 7.6 billion loan کی third tranche نہیں آئی اور آپ بات کر رہے کہ ہم مزید 6.4 billion.... ڈالرز کا قرضہ۔ یہ کوئی جیب بنک یا abc bank نہیں ہے کہ جہاں آپ manoeuvre کر کے جو مرضی کر لیں، یہ پاکستان کی economy ہے، خدا کے لیے! اس پر رحم کیجیے۔ Don't have heavy reliance on foreign assistance. ہماری coalition government کی priority تھی کہ we will rely on multilateral donors as number one. Number two, Friends of Pakistan and if we get nothing then we go to IMF. It was a declared policy of the coalition government last year آج سے پندرہ مہینے پہلے جس میں ہم شامل تھے۔ آپ نے دیکھا کہ all of a sudden the whole scenario changed in last 9, 10 months and we just landed in IMF. Friends of Pakistan میں ہم نے دیکھا کہ جو 5.28 billion dollars declared ہیں، وہ بھی pledges ہیں۔ These have to be converted into commitments and commitments have to be translated into disbursements. وہ تب ہوں گی جب projects جائیں گے اور approve projects ہوں گے۔ God knows how long would it take. میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہم نے بہت heavy rely کیا ہے اور اگر ہو سکے تو اس کو review کریں لیکن I doubt whether the IMF and World Bank will allow Pakistan to do this.

جناب والا! اس کے ساتھ جو ایک بہت relevant چیز ہے وہ obviously utility prices کی بات ہے اور اسی وجہ سے مہنگائی ہے کہ آپ کوئی بھی چیز دیکھ لیں۔ POL کی products لیں، آپ گیس لیں، میں نے سروے سے fertilizer industry کے لیے figures pick کیے ہیں، وہ بھی تین گنا ہیں، 34 rupees سے 96 rupees. آپ other industries کے لیے گیس لیں، وہ 120 سے 339, almost three times. آپ household کے لیے گیس لیں، 107 highest slab تھا، اب 432 ہے۔ یہ جو ہمارا fiscal imbalance ہو رہا ہے، اس کو ہم جب تک war footings پر reverse کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، یہ آگے اور painful ہو گا۔ It will not be a popular decision. I am very clear about that لیکن کیا ہمیں صرف popular decisions کرنے ہیں کہ لوگ اس کو accept فوری تو کریں لیکن سال کے بعد برا بھلا کہیں۔ آپ پچھلے سال کا دیکھ لیں کہ we have not been able to achieve revenue. Revenue نیچے چلا گیا، اخراجات ڈیڑھ سو بلین اوپر چلے گئے۔ Revenue 100 billion original estimate سے نیچے اور IMF revised estimate سے 200 billion نیچے۔ You have an overall negative impact of 250-350 billion. دو سو بلین

کا revenue down, ڈیڑھ سو بلین کے خرچے up, which means 350 billion. اس کو ہمیں دیکھنا پڑے گا۔

اسی طرح آپ نے جناب! بہت سنا ہوگا بار بار بات ہو رہی ہے کہ نو سال میں مشرف صاحب نے پاکستان کو ایک تحفہ دے دیا ہے کہ ۱۹۹۹ میں per capita income جو کہ 508 dollar تھی وہ اب 900 dollar تک لے گئے ہیں۔ I challenge everybody with all due respect. They are our colleagues, many of them worked with us in the past, I challenge everybody on this matter اور میں منسٹر صاحبہ کو کہوں گا کہ یہ for the sake of the country and to the nation, clarify کریں، میں نے یہ figures survey سے لیے ہیں، I will not go into breakdown ہمارا ۱۹۹۹۔۲۰۰۰ کا کیا per capita based on GNP at constant factor تھا جناب چیئرمین! پاکستان کی effective cost پر جو per capita income تھی وہ 25551 روپے تھی اور ہماری per capita market price rupees 27471 پر تھی۔ اگر آپ GNP population پر divide کریں، اس وقت ڈالر کا rate 54 تھا تو یہ 508 ڈالر تھی which is already a proven fact that in 1999-2000 per capita was 508. Let me give you shocking news and چیئرمین صاحب! آپ کے توسط سے میں منسٹر صاحبہ کو کہوں گا پلیز اس کو آج ہی check کروائیں کہ if you take 2008-09 ہمارے country کی per capita on effective cost تو 34384 روپے income ہے اور ہماری per capita income on market price 36118 روپے ہے اگر 80 روپے سے divide کریں تو یہ 452 dollar بنتی ہے پاکستان کا وہ جنرل مشرف کا 900 dollar per capita کہاں ہے؟ پاکستان کا 800 per capita dollar کہاں ہے، 700 dollar کہاں ہے، مجھے تو نظر نہیں آ رہے۔

It has gone down from 508 dollars in 10 years to 452 dollars. I would request the honourable Minister to please look into this and in her winding up remarks, we should be educated. Is my figure wrong or is my figure correct, I am very clear, my working "Insha-Allah" God willing is correct, there is no question of anything wrong with this working.

جناب والا! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ اسی طرح defence expenditure کی بات ہوئی تھی، آپ نے پچھلے سال beginning کی تھی، we complemented the Government but میرا خیال تھا کہ اس دفعہ اس میں further پیشرفت ہوگی، at least revenue expenditure will be brought down in detail جیسے ہم دوسری Ministries کا ان Houses میں لاتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس طرف پیشرفت نہیں ہوئی۔ ہم نے پچھلے سال جو benchmark دیکھا تھا، وہی benchmark اس سال بھی ہے اور ہم نے اسی benchmark پر یہ budget base کیا ہے۔ جہاں تک میں نے fiscal deficit کا عرض کیا ہے کہ 179 billion

we have gone to on 30th June, 2008 rupees کو on 30th June 1999 سے rupees
772 billion and for June 2009, 582 billion and now, we are again projecting
722 billion for 2009-10. میں نے جیسے عرض کیا تھا کہ deficits کا جو مسئلہ ہے بشمول ہمارا جو trade
deficit ہے، ہمیں اس پر توجہ دینی پڑے گی۔ because obviously all that is not sustainable. کچھ
چیزیں ہمارے بس سے باہر تھیں لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ہم بہتر manage کر سکتے ہیں۔ Unfortunately پاکستان
جو corruption index میں آ رہا ہے، again we are unfortunately now clubbed with
Nigeria, Seraleon and Angola، ان جیسے countries کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی
ایک challenge ہے، it is change to the Government, as we have moved from
dictatorship to the democratic Government. ابھی کوئی Pakistan Steel Mills privatize
نہیں ہو رہی، کوئی banking institution اونے پونے نہیں دیا جا رہا، we have to demonstrate a
difference between a dictatorial government and a democratic set up. We
have to deliver good governance, transparency and honesty. میں سمجھتا ہوں کہ اس
Government کے لیے ایک اہم challenge ہے کہ they must work hard to demonstrate
that we are coming out of the status which we have inherited from the
dictator in the past 9 years. اسی طرح ہماری country, unfortunately is now included
in one of the most 10 fragile countries in the world because obviously the
national security situation and many different other factors. میں سمجھتا ہوں کہ اس کے
لیے you know as a country we have to obviously work very hard.

جناب! اس کے ساتھ ساتھ privatization پر ایک آدھ لفظ کہوں گا کہ بڑا aggressive goal تھا،
پچھلے سال بھی اور اس سے پچھلے بھی ہم نے دیکھا کہ 25 billion کی بجائے 1.26 billion آیا اور ہم نے اس سال بھی 19
billion rupees رکھا ہے۔ I hope that we can privatize the loss making units, we
should not sell the profit making family silver. ہمیں جہاں اچھا profit آ رہا ہے، ہم نے ماضی میں
یہی غلطی کی ہے کہ جو اچھی چیزیں تھیں وہ بیچ ڈالیں جو 2 سال میں pay back ہو گئیں، foreign countries کے
لوگوں نے پاکستان کے ادارے خریدے اور اس میں جو پہلے 50% local cap ہوتا تھا کہ 50% local
ownership بھی ہونی چاہیے تاکہ اتنا dividend باہر نہ جائے، ہم نے اس کو waive کر دیا اور ہم نے total کی total
ownership and management باہر کے لوگوں کو دے دی۔ انہوں نے دو سال میں اپنے پیسے پورے کئے اور
ہم اور ہماری آنے والی generations ان کو dollar میں منافع transfer کیا کریں گی، وہ جب کبھی بیچیں گے تو
capital and gains بھی transfer کریں گے، میں سمجھتا ہوں کہ اس type کی privatization ضرور review

ہو لیکن one should get rid of کو loss making units اور دوسری چیزوں اور ملکی اثاثوں کے بارے میں we have to be very careful.

جہاں تک ایک issue under debate ہے that is Carbon Tax and I believe that nobody is wrong when they say CNG کونسی anti environmental ہے اور جب آپ foreign countries کے public transport پر اس ٹیکس کو waive کرنے کے لیے تیار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانیوں کا کیا قصور ہے کہ ان بے چاروں نے petrol اور normal fuels استعمال کرنے کی بجائے CNG لگوائی ہے، اب آپ اس پر carbon tax لگا دیں۔ ابھی بہت سی اور چیزیں کرنے والی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر Carbon Tax لگائیں تو اس کو ضرور environmental friendly بنائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مہربانی کریں اور پہلے پاکستان کو دوسرے مسائل سے نکالیں اور particularly carbon tax on CNG کو review کریں۔ جناب! I know کہ آپ بار بار گھڑی دیکھ رہے ہیں، اور لوگوں نے بھی تقاریر کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نہیں دیکھ رہا، میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ بات کریں کیونکہ آپ former Finance Minister ہیں، دوسرے Senators بھی کچھ تیاری کر لیں اور آپ کی باتیں سن کر پھر آگے بڑھیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ کی بہت مہربانی۔ جناب! ویسے as per tradition جو opener ہوتا ہے، اس کے لیے تو unlimited time ہوتا ہے، میں بھی تبھی بولتا جا رہا ہوں ورنہ میں نہ بولتا۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ as a country we must forget about politics for the time being. جو ہمارے national security challenges ہیں، جو اس وقت پاکستان کے Northern areas اور بلوچستان میں situation ہے اور حالات ہیں، ہمیں اس وقت prioritize کرنا چاہیے کہ ہم نے پاکستان کو واپس اپنے صحیح track پر لانا ہے، جس کو آنے والی generation یاد کرے گی کہ یہ کوئی democratic set up آیا تھا۔ جس dictatorship نے پاکستان کے آئین، پاکستان کا social sector اور پاکستان کی economy کو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر اور کرسی پر بیٹھنے کی وجہ سے اور چند imported economic managers کے ذریعے تباہ اور de-shape کر دیا تھا خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ وہی blame کہیں جمہوری حکومت پر پڑے۔ میں اس کے ساتھ آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Thank you very much Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you very much. رحمت اللہ کاکڑ صاحب! Budget debate، speeches ہو رہی ہیں، ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ (وزیر برائے مکانات و تعمیرات): اگر اجازت ہو تو ایک لفظ کی تصحیح کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: شکریہ جناب چیئرمین۔ ڈار صاحب نے خوبصورت اور اچھی تقریر کی ہے، ہم Opposition میں بھی ان سے سیکھتے رہے ہیں اور اب بھی سیکھتے رہیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ بجٹ کی تیاری کے لیے ہمارے پاس دو راستے ہیں، ایک بھیک مانگتے ہیں اور یا دوسرا قرض لیتے ہیں، اگر aid or assistance from the friendly countries کو بھیک کہا جائے تو یہ لفظ ہماری قومی خودداری کے خلاف ہے۔ میری Chair سے گزارش ہے کہ اس کو expunge کر دیں۔ Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: میں آپ کی بات کرتا ہوں، اصل میں وسیم سجاد صاحب نے۔۔۔ نہیں، نہیں، بس ابھی نہیں ہیں۔ میں بھی Opposition کے بعد Treasury Benches پر ہوتا تو sensitive ہو جاتا۔ کاکڑ صاحب! آپ تو بلوچستان سے ہیں، ہم بلوچستان والوں نے اتنا صبر کیا، تھوڑا صبر، حوصلہ کریں۔ کوئی دو تین interesting remarks دینا چاہتا ہوں کیونکہ جو budgetary debate ہوتی ہے، بڑی heavy debate ہوتی ہے اور اس میں نیند آنے لگ جاتی ہے۔ میڈم میں ہمت ہے کہ ابھی ہمیں سنیں گی پھر National Assembly کو سنیں گی پھر اپنے bureaucrats کو سنیں گی، شوکت ترین on her behalf جواب دیں گے اور بہت سی باتیں آ گئی ہیں۔ ایک تو ایسا remark ہے، ایک تو ہمارے پاس ہر ہفتے foreign visitors مغربی بڑے آتے ہیں، ہمارے کوئی two and half days ان کی خدمت میں چلے جاتے ہیں، وہ two and half days of the working is lost, President پر call ہونا ہے، Prime Minister پر call ہونا ہے، بخاری صاحب کو ملنا ہے پھر رضا ربانی صاحب سے ملنا ہے، کسی Parliamentarian کے پاس مغربی Senators نہیں آتے۔ Americans Senators آئے بھی تو کسی Parliamentarian کے پاس نہیں آئے اور direct مل کر چلے گئے تو executive matters خدا کرے ایسے نہ ہوں۔ دوسری بات ہے کہ ادھار سدھار کے لیے ہوئی۔ آپ نے جانا ہے اور دوسرا کام بھی کرنا ہے، thank you very much. آپ جب کسی بچے کو خوش کرنے لگتے ہیں تو سرائیکی میں کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔، run the belly game میڈم نجمہ! ادھر دھیان دیں، ہماری طرف بھی کبھی دیکھ لیا کریں۔ سرائیکی میں بچے کو کہتے ہیں کہ " کھاؤں، کھاؤں کتھوں کھاؤں ادھار سدھار" پھر اس کے arms پر آہستہ آہستہ انگلی کو لے جاتے ہیں اور اس کو گدگدی کر دیتے ہیں تو ہمارے ساتھ بھی ادھار سدھار اور گدگدی والی politics لاؤ، یہ چھوٹی موٹی باتیں ہیں۔ وسیم سجاد صاحب نہیں آئے، میرا خیال ہے کہ آج hearing پر گئے ہیں، I hope, he would take start today اچھا! بیمار ہو گئے ہیں۔ جی۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! آپ کبھی اس عہدے کے ساتھ America تشریف لے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مجھے Aid Conference میں بھیج رہے تھے، میں نے کہا کہ Aid Conference کے لیے دو دنوں کے لیے America, New York نہیں جانا چاہتا۔ Thank you very much.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اگر جنرل پرویز مشرف بھی جاتے تھے تو Secretary خارجہ بھی ان کے استقبال کے لیے نہیں آتا تھا اور آپ سینیٹروں کی بات کرتے ہیں، یہاں تو مسئلہ ہی کچھ اور ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اللہ خیر کرے، آپ نے اچھی بات کی، Treasury Benches پر بولنا ہوتا ہے، صحیح بات کرنے کے لیے بڑی ہمت چاہیے۔ رضا ربانی صاحب! you will take the floor just now, not in the mood to, لاٹ صاحب has gone in the committee meeting, Treasury Benches سے کون ہے، anybody who can speak.

Senator Mian Raza Rabbani: I would like to be the second, if possible but if...

جناب قائم مقام چیئرمین: Treasury Benches سے تو۔۔۔

Senator Mian Raza Rabbani: Right sir, I...

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں میں کر لیتا ہوں۔ رضا صاحب نے کہانی کے دونوں رخ دیکھے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am grateful to you for having given me this opportunity. Let me say that I would like to begin my speech from where the honourable Minister of State closed her speech and I would read out to you a passage which she read and which I think is the basic philosophy and theme of the present budget and of the economic policies of the Coalition Government. If I may be allowed Mr. Chairman to read, it is a quotation from Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto.

Mr. Acting Chairman: Please, please.

Senator Mian Raza Rabbani: Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto said and this is in the speech of the Minister of State, "that a new era is emerging in the political life of the nation, the politicians of Pakistan are facing a crucial new test as destiny stands at the dawn of a new year, a new look, amid a new style will have to emerge. The old ways will no longer appeal to the people and new all-round approach will have to be found in every passage of politics. The hand must reach the ground, the eye must perceive the subsurface movements and the ear be able to hear the sound of music in the far distance. Crescendos of *Zindabad* and warm ovations at public meetings are not going to be the final test of political acumen. Mr. Chairman, it appears, as if what Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto

said, at that time in Pakistan's history we are facing that very situation today".

اور جب ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو کے فلسفے کی بات کرتے ہیں تو جو انہوں نے اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے روٹی کپڑا اور مکان کا فلسفہ دیا اس کی آج بھی اتنی ہی relevance ہے جتنی کہ پہلے دن تھی، آج بھی پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان کی موجودہ coalition حکومت کا نصب العین پاکستان کے غریب اور محنت کش عوام کی خدمت اور ان کے حقوق کا تحفظ ہے۔ جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہ بات دیکھنی پڑے گی کہ یہاں پر بنیادی بات یہ ہے کہ جب تک نظام کی تبدیلی نہیں ہو گی تو اس وقت تک عوام کے بنیادی حقوق، عوام کے بنیادی مسائل حل نہیں ہو سکتے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد اسی فلسفے پر رکھی گئی اور اگر آج اتنے سالوں کے بعد آمریت کی اتنی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد، اپنی دو قیادتوں کو شہید کرنے کے بعد اگر آج بھی پاکستان پیپلز پارٹی محنت کشوں کے دل کی دھڑکن بنی ہوئی ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ آج بھی پاکستان کے غریب اور محنت کش، پاکستان کے مجبور اور چھوٹے صوبوں کو اس بات کی اولین توقع ہے کہ اگر ان کے حقوق کا تحفظ کوئی جماعت کر سکتی ہے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ یہ بات درست ہے کہ موجودہ حالات میں شاید اس سے بہتر بجٹ سامنے نہ آ سکے۔ ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنی ہو گی کہ بہت سی ایسی چیزیں تھیں اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کو ہم اس دور میں بھی درست کر سکتے تھے کیونکہ اس حکومت نے اس بات کا عندیہ پچھلے سال سے دیا اور ہم نے اس کو بخوبی یہاں سینیٹ کے floor پر دیکھا کہ عوام کی خواہشات ہاؤس اور پارلیمان کی مرضی کے ساتھ adjust کرنے کے لیے اپنی policies تیار کیں۔ پچھلے بجٹ میں بھی ہم نے یہ دیکھا اور مجھے قوی امید ہے کہ اس بجٹ میں بھی ہم یہ دیکھیں گے کہ جو سفارشات سینیٹ کی طرف سے مرتب ہو کر نیشنل اسمبلی میں جائیں گی جو کہ پہلے ردی کی ٹوکری میں چلی جاتی تھیں اور اس کو ایک منٹ میں dispose of کر دیا جاتا تھا۔ ان سفارشات کو پچھلے سال کی طرح عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور coalition حکومت کا یہ وعدہ تھا کہ جیسے ہی ہم معرض وجود میں آئیں گے تو ہم ایک National Finance Commission کو تشکیل دیں گے اور NFC کے ذریعے سے redistribution of resources کریں گے۔ ہم نے یہ وعدہ بھی کیا ہوا ہے کہ جو NFC Award ہو گا اس میں صرف اور صرف population کو criteria نہیں رکھا جائے گا بلکہ backwardness, area inverse population ان تمام چیزوں کو شامل کیا جائے گا لیکن آج مجھے یہ بات افسوس سے کرنی پڑتی ہے کہ آج بھی ہم اسی پرانے NFC پر چل رہے ہیں۔ کل Advisor نے تین مہینے کا وقت دیا ہے، میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ appeal کروں گا، Minister of State یہاں پر موجود ہیں کہ جب وہ اپنی تقریر wind up کریں تو پرائم منسٹر صاحب سے بات کر کے بجٹ کے بعد ایک definite date دیں کہ جس پر NFC کی پہلی meeting تشکیل دی جائے گی اور جب تک نیا NFC Award معرض وجود میں نہیں آتا تو میری حکومت سے سفارش یہ ہو گی کہ divisible poll میں جو شرح ہے اسے بڑھایا جائے اور 50% of

صوبوں کو دیا جائے تاکہ وہ اپنے معاملات کو آگے بڑھا سکیں۔the divisible poll NFC میں آپ کر سکتے ہیں میری سفارش فی الوقت کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے آپ کے سامنے یہ بات عرض کی تھی کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور موجود coalition حکومت غریبوں کی حکومت ہے، محنت کشوں کی حکومت ہے، پاکستان پیپلز پارٹی پاکستان کے غریب اور محنت کش کے ووٹ سے برسر اقتدار آئی ہے۔ پچھلے بجٹ میں minimum wage چھ ہزار روپے رکھی گئی تھی، اس بجٹ میں minimum wage پر بات نہیں ہوئی۔ میری again آپ کے توسط سے حکومت سے یہ سفارش ہے کہ minimum wage کو 6 ہزار سے بڑھا کر 7 ہزار روپے کی جائے تاکہ کم از کم غریب کا چولہا سکیاں لے کر جل تو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے توسط سے میری یہ بھی سفارش ہے کہ جو transaction tax 0.3% cash withdrawals پر لگایا جاتا ہے اسے ختم کیا جائے۔

ویسے تو ہماری پالیسی monopolies کے خلاف ہے۔ جب ہم اقتدار میں نہیں تھے اس وقت بھی ہم نے monopolies and cartels کے خلاف بات کی اور آج بھی ہم چاہے treasury benches پر بیٹھے ہیں لیکن ہم monopolies and cartels کے خلاف بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایسا قانون جس میں monopolies and cartels کو توڑنے کی بات کی جائے یا اس قانون کو نہ بننے دینے کی بات کی جائے تو اس قانون کو اس پارلیمانی سال میں معرض وجود میں آنا چاہیے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ہم حکومت کے ساتھ مل کر ایک ایسا قانون لائیں۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ موٹر کار انڈسٹری کو جو FED کی 5% کی چھوٹ دی گئی ہے اس پر حکومت کو چاہیے کہ ایک بات کا خاص خیال رکھے کہ پتا نہیں کس طرح لیکن شاید Automobile Industry کو اس بات کا ادراک ہو گیا تھا للہذا تین یا چار مہینے پہلے بہت سی Motor Car Industries نے اپنی قیمتیں enhance کر دی تھیں۔ للہذا حکومت کو اب یہ چاہیے کہ یہ جو پانچ فیصد کی چھوٹ دی گئی ہے اس بات کو ensure کرے کہ اس چھوٹ کا فائدہ consumer کو اس پرانی قیمت پر پڑے نہ صرف یہ کہ جو نئی قیمت انہوں نے ابھی کی ہے کیونکہ اس سے they will go back to their original price. Mr. Chairman! for example, If automobile X was being sold at 10 Lac of rupees during the last four to five months, its price has been increased to 10 lac and 30 thousand. Now this 5% if it is applied on 10 lac and 30 thousand it will be of advantage, to the automobile producers and there will be no advantage that goes down to the consumers, therefore, the Government must ensure that the price of 10 lac at very the instance, this 5% should be applicable on that. جناب چیئرمین۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ جب بھی پاکستان پیپلز پارٹی یا اس کے اتحادیوں کی حکومت آتی ہے تو اس کے اندر Government Servants کی تنخواہیں بڑھتی ہیں لیکن جہاں پر اس step کو appreciate بھی کرتا ہوں وہاں اس کے ساتھ میری ایک suggestion بھی ہے کیونکہ اگر آپ slab کی calculation دیکھیں گے تو چھوٹے

گریڈ کے ملازمین ہیں یعنی ایک گریڈ سے لے کر سولہ گریڈ تک کے ملازمین ان کو اس اضافے سے اتنا زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔یہی کوئی چار سو سے لے کر ہزار بارہ سو تک کا ان کو overall فرق پڑے گا لیکن سولہ سے لے کر بائیس گریڈ کے ملازمین کی تنخواہوں میں تین سے لے کر چار ہزار تک کا correspondingly اضافہ ہوگا۔ان کو اتنا اضافہ۔ریلیف عام آدمی کو نہیں ملے گا۔لٰہذا میری آپ کے توسط سے حکومت سے سفارش یہ ہے کہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ سولہ تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں 15% سے بڑھا کر 20% تک کا اضافہ کیا جائے یعنی 5% مزید ان کا اضافہ کیا جائے تاکہ ان کو ایک حد تک فائدہ پہنچ سکے اور جو بڑھتی ہوئی مہنگائی ہے اس میں ان کا ہاتھ آسان ہو سکے۔

جناب چیئرمین!آپ کے توسط سے میری دوسری گزارش اپنے تمام colleagues سے کہ جب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ فیصد کا اضافہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ Parliamentarians کی تنخواہوں میں corresponding increase ہوتی ہے۔ لٰہذا اگر ہم نے lead through example کرنا ہے تو موجودہ صورتحال میں، میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ ہوگا کہ voluntary طور پر دونوں ایوانوں کے ممبران جو ہیں وہ اپنے اس پندرہ فیصد کو as a token کہیں کہ ہم اس کو accept کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر میاں رضا ربانی: تاکہ we can lead by example میں سمجھتا ہوں کہ اگر ملک کے Parliamentarians اپنی belt tight کرنا شروع کریں گے تو یقیناً اس کا if I may use the expression اس کا یقیناً "trickle down effect" جو ہے وہ ضرور پہنچے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جو بائیس گریڈ کے بیورکریٹ MP-I وغیرہ کو بھی یاد کریں ہم سے زیادہ ان کو پیسے ملتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب!اس کے بعد میری ایک اور آپ کے ذریعے سے suggestion ہے اور وہ کاربن سرچارج کے بارے میں ہے۔کاربن سرچارج کے بارے میں، میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا but I will come straight to what my suggestion is, and my suggestion are two fold Mr. Chairman. The first suggestion is that the Carbon surcharge on CNG should be withdrawn. کیونکہ سی این جی جو ہے وہ عام آدمی کو affect کرتی ہے اور سی این جی کے اوپر اگر کاربن سرچارج لگے گا تو اس کی قیمت بہت بڑھ جائے گی۔میری دوسری suggestion جو ہے اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ حکومت بڑا heavily rely کر رہی ہے کاربن سرچارج کی collection سے اپنے اخراجات کو meet کرنے کے لیے لیکن میں نے جیسے کہا کہ یہ ایک عوام دوست حکومت ہے اگر ہمیں اپنی belt تھوڑی سے tight کرنی پڑے تو ہمیں کرنی چاہیے لیکن عوام تک اس کا فائدہ ہمیں پہنچانا چاہیے۔میری دوسری suggestion Carbon surcharge کے بارے میں یہ ہے کہ جب تیل کی قیمتیں 75 US dollars per barrel سے تجاوز کر جائیں تو جیسے پہلے ہوتا تھا تو اس وقت کاربن سرچارج زیرو کر دیا جاتا تھا۔ورنہ اگر کاربن سرچارج اس کے بعد بھی لگتا رہا تو اس کا جو effect

جناب چیئرمین! کچھ تھوڑی سی بات پہلے consumer کو transfer ہوگا that will be tremendous
amendments in the Finance Bill پر ہوئی اور جیسا کہ میں نے کہا اس وقت بھی کہ I would like to
congratulate the Government کہ پچھلے سال غالباً انیس یا بائیس بل جو ہیں وہ Finance Bill کے اندر
لائے گئے اور totally غیر متعلقہ اور یہ صرف پچھلی دفعہ نہیں تھا، ماضی کی حکومتوں کی بھی یہ Un-constitutional
practice رہی تھی کہ Finance Bill کے اندر Money Bill بناتے ہوئے quick legislation کے لیے یا
short-term legislation کے لیے اس کو Money Bill declare کرکے Speakers سے certification
لے کر قومی اسمبلی میں ایک ہی دفعہ پاس کروالیا۔ پچھلی دفعہ ہماری کوششوں سے سینیٹ کے ممبران کی کوششوں سے ہم
اس بات میں کامیاب ہوئے تھے کہ حکومت سے ان انیس یا بائیس بلوں میں سے دس یا گیارہ بل جو ہیں وہ حکومت نے
withdraw کیے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلی دفعہ تھا کہ حکومت نے Finance Bill سے کوئی Bills withdraw کیے
اور وہ بھی سینیٹ کی سفارشات پر اور اس وقت کے وزیر خزانہ نے یہ undertaking دی تھی کہ آئندہ اس پریکٹس کو ہم
do away کردیں گے لہٰذا جناب چیئرمین! تین جون ۲۰۰۹ میں نے وزیراعظم پاکستان کو ایک خط لکھا تھا جس میں،
میں نے ان کو اور سینیٹر بابر اعوان صاحب نے بھی ایک دوسرا خط لکھا تھا جس میں ہم نے ان کو حکومت کے اس وعدے
اور آئین کے اس تقاضے کو پورا کرنے کی استدعا کی تھی۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس دفعہ غالباً شاید سات بل ہیں اور
ایک یا دو آرڈیننس بھی ہیں۔ سات بل ہیں یا چار ہیں جو اس میں لائے گئے ہیں اور جو متعلقہ ہیں لیکن ان متعلقہ بلوں کے
اندر بھی کچھ ایسی شقیں موجود ہیں جن کا تعلق definitions سے ہے tribunal کی proceeding سے
administration سے ہے powers of appraisers and ITOs سے ہے powers of Director
Generals سے ہے تو میری آپ کے توسط سے قائد ایوان اور آپ کے توسط سے فاضل وزیر مملکت برائے خزانہ سے
گزارش ہے کہ اس Finance Bill میں

I have moved and I am sure other Senators must have moved also, I have moved a total of 210 amendments. Of these 42 are in the Customs Act, 1989. 37 are in the Sales Tax Act, 1990. 106 are in the Income Tax Ordinance, 2001 and 24 Mr. Chairman! are in the Federal Excise Act, 2005.

تو میری گزارش آپ کے ذریعے ان دونوں ممبران سے یہ ہوگی کہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے آئین کا وہ تقاضا جو
Article 73 کے اندر ہے کہ what constitutes a Money Bill and I have tried to be
as liberal as possible in the interpretation of that article. لیکن یہ وہ
amendments ہیں جو میرے حساب سے یا میری سوچ کے مطابق totally within the ambit of a
Money Bill یا Article 73 میں نہیں آتے۔ مجھے امید ہے کہ ماضی کی یا پچھلے سال کی روایت برقرار رکھتے ہوئے
حکومت جو ہے اس پر نظر ثانی کرے گی۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

پہلے تو مجھے comments دیں۔ میں بھی ادھر آکر بھرا بیٹھا ہوا ہوں۔ فلسفہ بھی پڑھا ہے اور خیر سے home work بھی کیا ہوا ہے۔ ان کی بڑی prudent رائے ہے within the House اپنے treasury benches سے۔ جی بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان (وفاقی وزیر برائے پارلیمنٹری امور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you very much honourable Chairman. میں صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں جس طرح فاضل سینیٹر رضا ربانی صاحب نے بالکل درست Article 73 کو point out کیا اور جن خطوط کا انہوں نے ذکر کیا وہ بھی بالکل درست بات ہے۔ Cabinet کے اندر this issue was raised اور پرائم منسٹر صاحب نے یہ cabinet کے اندر وعدہ کیا ہے۔ چونکہ سب کو معلوم ہے کہ budget print ہو کر آ جاتا ہے۔ میرا اور سینیٹر رضا صاحب کا point of view پہنچ گیا تھا۔ Prime Minister sahib کی direction تھی اس کے باوجود on some other stage, indirect legislation کے لئے کچھ Bills آ گئے تھے تو Prime Minister has promised in the Cabinet and let me reassure the House کہ، indirect legislation کا میں خود بھی حامی نہیں ہوں نہ ہماری پارٹی حامی ہے اور نہ ہم یہ کریں گے اور نہ پرائم منسٹر حامی ہے انشاءاللہ العزیز۔ here is the Finance Minster as well.

Mr. Acting Chairman: She has just gone out.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: ان کو withdraw کیا جائے گا اور کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی نظریں ادھر نہیں ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: Legislation کا جو معروف طریقہ آئین کے اندر لکھا ہوا ہے other than the Finance Bill اس کی legislation کے لئے وہی طریقہ ہم استعمال کریں گے اور indirectly back door ہم انشاءاللہ استعمال نہیں ہونے دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: لیڈر آف دی ہاؤس کیوں کہ موجود ہیں اور میڈم تھوڑا باہر نکل گئی ہیں۔ ایس ایم ایس پر بڑے comments آ رہے ہیں کہ ٹیکس لگ گیا ہے۔ غریبوں کا ایک ہی شوق تھا۔ مہنگے شوق وہ کر نہیں سکتے۔ ایس ایم ایس پڑھ کر کبھی آپ بھی ہنستے ہیں ہم بھی ہنستے ہیں۔ کچھ ایک دوسرے کو دکھاتے ہیں۔ کچھ بچوں کو نہیں دکھاتے۔ ایس ایم ایس پر ٹیکس لگا کر عوام کو پریشان کر دیا ہے۔ پہلے ہی اتنی پریشانیاں ہیں ایس ایم ایس پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ یہ جو ventilation کا ایک طریقہ ہے اس کو رہنے دیں۔ ابھی لوگ جب شام کو کیپیٹل ٹاک دیکھتے ہیں اور ایک دوسرے کو گتھم گتھا دیکھتے ہیں۔ سیاستدانوں کو اور ٹیکنوکریٹس کو۔ Ventilation ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی

عادات اور کرامات بھی ان جیسی ہیں جیسے وہ ہیں۔ Please, Leader of the House سے گزارش ہے کہ ان چیزوں پر نظر رکھیں۔ بخاری صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Mr. Chairman! I would only say that
کہ جو recommendations Senate کی جانب سے جائیں گیں تو یہ proposal بھی میرا خیال ہے اس میں شامل ہو جائے تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئر مین: پرائم منسٹر صاحب کو بھی اتنے اچھے ایس ایم ایس آتے ہوں گے کہ وہ بھی کبھی کبھی خوش ہو جاتے ہوں گے۔ اچھا سلیم سیف اللہ خان صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین! میرے خیال میں چونکہ زیادہ ایس ایم ایس حکومت کے خلاف آرہے ہیں تو اس لئے شاید حکومت نے اس پر ٹیکس بڑھا دیا ہے۔ میری بھی درخواست ہو گی کہ ایس ایم ایس پر جو ٹیکس لگایا ہے جیسے آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ اس کو ختم کیا جائے۔ جناب چیئر مین! ایک تو یہ بھی المیہ ہے کہ ساری دنیا میں، ایک تو بجٹ کل پرسوں پیش ہوا اور اگلے پندرہ دنوں میں پاس ہو جائے گا۔ اس میں اس ایوان کا یا دوسرے ایوان کا جو نیشنل اسمبلی ہے اس پر کیا in put ہو گا؟ وہ آپ کے سامنے ہے کہ پندرہ دن میں اس کو پاس کرنا ہے جب کہ آپ کے پڑوس میں بجٹ فروری کے مہینے میں شروع ہوتا ہے اور مارچ میں ختم ہو جاتا ہے۔ میری ایک تو سب سے پہلی تجویز جناب چیئر مین! یہ ہے کہ یہ قرآن پاک میں نہیں لکھا ہے کہ جون میں بجٹ ضرور آنا ہے۔ میں نے کسی سے پوچھا بھی ہے کہ پہلے تو مارچ ہوا کرتا تھا یہ جون کیوں کیا گیا؟ ایک انجینیئر نے فرمایا کہ جون میں اس لئے بجٹ پیش کیا جاتا ہے کہ جولائی اور اگست میں مون سونز آتے ہیں اور بجٹ کے پیسے ستمبر تک آجاتے ہیں تو اس وقت کم از کم مون سونز ختم ہو جاتے ہیں اور Pak PWD والے اپنا کام کر سکتے ہیں۔

میری ایک یہ بھی حکومت وقت سے اور اپنے سب colleagues سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس کو تبدیل کرنا چاہیے اور خدارا! اس کو فروری میں لے جائیں۔ موسم بھی کچھ بہتر ہوتا ہے۔ آج تو خیر اللہ کی مہربانی ہے کہ ایک دو دن سے موسم بہتر ہے لیکن June 45 degree کے temperature میں ہمارے جو بابو ہیں جو بجٹ بناتے ہیں پتا نہیں ان کے air conditioning کام کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو میری یہ تجویز ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور اس بجٹ کو جون کی بجائے اگر فروری۔ مارچ میں جیسے انڈیا میں، برطانیہ میں اور بے شمار ملکوں میں ہوتا ہے کیا جائے تو وہ شاید بہتر ہو گا۔ محترمہ تشریف فرما نہیں ہیں پانچ سال ہماری وہ colleague رہی ہیں۔ ان کی ہمارے دور میں الحمد اللہ اچھی ٹریننگ ہوئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ جناب چیئر مین! میری یہ عادت نہیں ہے کہ ایک حکومت میں رہ کر، ہمارے بہت سارے دوست ایسے بھی ہیں کہ جو حکومت کا حصہ تھے اور وہ انہیں لوگوں کے خلاف بول رہے ہیں۔ میری یہ عادت نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پانچ سال میں شوکت عزیز اور ظفر اللہ خان جمالی کے دور میں اچھے کام ہوئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارے کام اچھے ہوئے ہیں لیکن کم از کم

ہماری معیشت کے جو حالات تھے 8% ,7%ہمارا average growth rate رہااور آپ نے دیکھا کہ ایک ملک میں ایک boom تھااور پہلی مرتبہ پاکستان کا جو مجموعی قرضہ ہے وہ قرضہ کم ہوا ہے۔ یہ پہلے کبھی نہیں ہوا جناب چیئر مین! پہلی مرتبہ ہمارے اس دور حکومت میں جو پاکستان کا مجموعی قرضہ ہے وہ ہم نے کم کیا ہے جو آج ۴۲ ارب ڈالر سے بڑھ کر پھر ۵۰ ارب ڈالر سے تجاوز کر رہا ہے اور اس ۵۰ ارب سے بڑھتا ہوا اگر ہم نے ۴، ۵ بلین آئی ایم ایف سے لئے، کچھ Friends of Pakistan نے دیئے جس کی مجھے امید نہیں ہے لیکن یہ آپ کا ۶۰، ۵۵ بلین اس کی آپ repayment کیسے کریں گے ؟

میرا آپ سے اور سب سے پہلے محترمہ سے جو تشریف فرما نہیں ہیں وہ اس پر بھی ہمیں بتائیں کہ یہ جو آپ debt پر debt لے رہے ہیں اس کی واپسی کا بھی آپ سوچ رہے ہیں یا نہیں سوچ رہے۔ جناب چیئر مین! میاں رضا ربانی صاحب نے بڑی اچھی بات کی اور وہ ہمیشہ جب اپوزیشن لیڈر تھے وہ National Finance Commission کا بہت ذکر کیا کرتے تھے کہ National Finance Commission تو مجھے اس بات پر بھی خوشی ہے کہ جو جنرل پرویز مشرف نے فارمولا دیا تھا اس سال اسی فارمولے پر پیسہ تقسیم ہوا ہے اور شاید آئندہ سال بھی اسی فارمولے پر کام ہو۔ میں رضا ربانی صاحب کی اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ at least 50% of the total receipts of the Federation must go to the Federating Units میں اس کی پرزور سفارش کرتا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس کی تقسیم صرف آبادی پر خدارا! نہ کیجیے۔ اگر آپ صرف تقسیم پاپولیشن پر ہی کریں گے تو زیادہ آپ کے جو فنڈز ہیں پنجاب ہمارا ایک بڑا صوبہ ہے۔ ہمارے بھائی ہیں، بہنیں ہیں۔ آج پنجاب کی محنت کی وجہ سے یہ پاکستان چل رہا ہے لیکن بلوچستان کو دیکھیں آبادی 5.2% ہے اور ایریا جو ہے وہ 42% ہے۔ اس لئے جب آپ NFC کا Award کریں اور خدارا! اس پر آپ دلچسپی لیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ کیبنٹ کے بڑے متحرک ممبر ہیں۔ آپ نے جو وعدے کئے ہیں اسی سے تو بدمزگی بڑھتی ہے۔ بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ بھائی آپ نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم National Finance Commission کا ایوارڈ جلد از جلد کریں گے۔ آپ کی حکومت کے پندرہ سولہ سال ہو گئے ہیں اور بجٹ میں آپ نے اعلان کیا ہے کہ اگلے نوے دن میں ہو جائے گا۔ مجھے اس پر یقین نہیں آتا لیکن جب آپ award کریں تو ذہن میں رکھیں کہ آج بلوچستان ۴۲ فیصد ہے۔ آپ آبادی کے علاوہ land کے size کو بھی سامنے رکھیں۔ میں اب اپنے صوبے کے حالات کی بات کر رہا ہوں، backwardness کو دیکھیں، آج میرے صوبے میں آگ لگی ہوئی ہے، کارخانے بند ہیں، تجارت بند ہے تو آپ صرف آبادی کو سامنے رکھتے ہیں۔ اس طرح تو میرا صوبہ کبھی ترقی نہیں کرے گا۔ میری یہ request ہے کہ جب آپ award کے لیے meeting کریں تو ان چیزوں کو بھی مدنظر رکھیں۔ اس پر بہت کام ہو چکا ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں بلوچستان پر بہت کام کیا، اس پر reports آئی ہیں لیکن اب ہم سن رہے ہیں کہ اس کے لیے اور committees بنائی جائیں گی۔ اس پر APC وغیرہ بلائی جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب NFC پر بھی بڑا کام ہوا ہے اور اگر آپ کسی کی duty لگائیں اور پرانی فائلوں کو بھی نکال کر دیکھیں تو آپ کے بہت سارے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! میں نے پچھلے دسمبر کو amendments move کی تھیں۔ اس سلسلے میں ایک بات تو یہ ہے کہ ہم Public Accounts Committee میں نہیں ہیں؟ کیوں نہیں ہیں؟ کیا وجہ ہے؟ ہمارے founding fathers نے یہ کیوں غلطی کی؟ جناب! ہم 1973 سے نکل کر 2010 میں آنے والے ہیں ان چیزوں کو خدارا تبدیل کریں اور Senators کو Public Accounts Committee میں نمائندگی دیں۔ ہم اس ایوان کو ایوان بالا تو کہتے ہیں لیکن Public Accounts Committee میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ میں نے اپنی amendment میں یہ proposal بھی دی ہے اور اس کے ساتھ میں نے یہ گزارش بھی کی ہے کہ unanimous recommendations of the Senate must be binding on the Government. The unanimous recommendations جو ہم ایک ہفتہ بولنے کے بعد بھیجیں تو ان پر کوئی عمل نہ ہو then it will be an exercise in futility. میں نے اس بل میں یہ بھی move کیا ہے کہ یہ amendments binding ہوں اگر Lower House ان کو تسلیم نہ کرے تو پھر Joint Session بلایا جائے کیونکہ budget is a very important document. آج کل دنیا میں کیا ہے؟ سنگاپور میں کیا ہے؟ کیا یہ کوئی بڑی طاقت ہے؟ یہ ایک economic power ہے۔ آج چین اور انڈیا کیوں D-8 میں بلائے جاتے ہیں؟ وہ اس لیے نہیں بلائے جاتے کہ ان کی فوجیں بڑی ہیں وہ economic powers ہیں۔ آج ہر چیز کی بنیاد economics ہے۔ اگر ایک ملک میں خوشحالی ہو، وہاں پر روزگار ہو تو اس کی قدر ہوتی ہے۔ انہوں نے budget document میں یہ تو کہہ دیا ہے کہ دس لاکھ نوکریاں آئیں گی لیکن وہ کیسے آئیں گی؟ اس وقت تو our unemployment is the highest ever in the history of Pakistan اور ڈاکٹر صاحب یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ اتنی بیروزگاری پاکستان میں کبھی نہیں رہی جو آج ہے۔

آپ نے بینظیر سپورٹ پروگرام شروع کیا، میرے خیال میں یہ ایک اچھا قدم ہے۔ میں اس بارے میں حکومت وقت کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس میں Opposition کو بھی برابر کا حصہ دیا ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ آپ، کے پارٹی والوں نے بھی اس بارے میں آپ پر نکتہ چینی کی ہو گی کہ یہ اپوزیشن کو کیوں دیا جا رہا ہے لیکن یہ اچھا پروگرام ہے اس کو زیادہ سے زیادہ transparent کریں اور زہری صاحب جو بلوچستان سے ہمارے وزیر صاحب Postal Services کے ہیں ان سے بھی گزارش کریں کہ وہ اپنے Postal Services والوں کی بھی کھچائی کریں کیونکہ جب کسی بیوہ کو ہزار روپے ملتے ہیں تو Postman اس سے سو دو سو روپے کاٹ لیتا ہے۔ بہر حال میں اس پروگرام کے حق میں ہوں اور جتنا بھی پیسہ اس مد میں دیا جائے وہ کم ہے۔

جناب! میں رضا ربانی کی اس بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب ملازمین کی تنخواہیں بڑھیں تو ہماری تنخواہیں بھی automatically بڑھ جائیں۔ میں امریکہ کی مثال دے سکتا ہوں کہ وہاں پر جو sitting law makers ہیں اگر وہ اپنی مراعات بڑھانا چاہتے ہیں تو وہ اگلی سینیٹ کے لیے apply ہوں گی۔ اس لیے ہم اپنے لیے نہیں کر سکتے لیکن آئندہ کی سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے لیے کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اس قانون کو اگر

یہاں لایا جائے تو بہتر ہو گا۔ جناب والا! عوام کا اعتماد بھی ہم پر سے گرتا جا رہا ہے اور ہمیں یہ بات feel نہیں کرنی چاہیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ آ جاتے ہیں اپنی تنخواہیں بڑھا لیتے ہیں، مراعات لے لیتے ہیں، دنیا میں پھر لیتے ہیں، اپنا علاج کروا لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن ہمارے متعلق کوئی نہیں سوچتا۔

جناب والا! 2% اور 9% GDP کا جو ٹیکس ہے تو اگر آپ افریقہ جیسے کسی چھوٹے ملک میں جائیں تو ان کا بھی اس سے زیادہ ہو گا۔ اس پر یہ ملک نہیں چل سکتا۔ پچھلے سال وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اس کو ہم 13, 14% تک لے جائیں گے۔ ہمارے دور میں 10% تھا اس سے بھی گرا کر آپ 9 % پر لے آئے ہیں۔ رضا ربانی صاحب نے ٹیکس کے بارے میں amendments move کی ہیں مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ income tax کے متعلق بھی ہیں یا نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمیں اس میں بھی کوئی تبدیلی لانی چاہیے۔ ایک آدمی assessment کرتا ہے، وہی adjudicator ہوتا ہے، وہی collector ہوتا ہے اس نظام میں تبدیلی لانی چاہیے۔ میرے خیال میں 13th Amendment تھی، راجہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں کہ اگر کوئی پارٹی کے خلاف جائے تو اس کو پارٹی کا صدر فارغ کر سکتا ہے اور appeal lies to President of the party. جناب! جس نے فارغ کیا ہے وہ کیسے اس اپیل کو دوبارہ accept کرے گا۔ اس نظام کو آپ دیکھیں اور اگر آپ jury system لے آئیں جس طرح اور ملکوں میں ہوتا ہے۔ تاجر برادری میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ٹیکس دینا چاہتے ہیں، مناسب ٹیکس ہو، اگر jury system میں ایک اچھے تاجر یا دکاندار کو شامل کیا جائے اور وہ assessment میں شامل ہو تو یہ نظام بہتر ہو سکتا ہے۔ جناب! 9% of GDP سے اس ملک کا run کرنا مشکل ہو جائے گا اس کو بڑھانے کی طرف آپ سوچیں تو بہتر ہو گا۔ جناب! بجٹ میں وہی 6 net profit ارب روپے ہے۔ یہ حیرانگی کی بات ہے۔ 1991 میں میاں صاحب کا یہ بڑا کارنامہ تھا کہ انہوں نے NFC Award and CCI، انڈس کے پانی کی تقسیم اور net profit جیسے سارے مسائل پر توجہ دی۔ اب آپ 1991 کی قیمتیں دیکھیں، اس وقت سونے کی کیا قیمت تھی؟ اب 2009 میں سونے کی قیمت کیا ہے لیکن اب بھی net profit 6 ارب دکھایا گیا ہے کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ اس میں ہم بھی شامل رہے ہیں کیونکہ PMI(N) کی حکومت بھی رہی ہے، پیپلز پارٹی کی بھی رہی ہے اور ہم نے اپنے دور میں بھی اس میں کوئی خاص کارکردگی نہیں دکھائی بلکہ عدالتوں میں جا کر ہم نے اس کو الجھا دیا۔ جناب! یہ میرے صوبے کے ساتھ تو بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ مجھے ایک فنانس سے تعلق رکھنے والے فاضل دوست نے کہا کہ اگر ایک سو ارب روپے ہم آپ کو دے دیں تو ہمارا خسارہ اور بڑھ جائے گا۔ میں نے کہا کہ ایسے کر لیتے ہیں کہ آپ ہمیں سو ارب روپے کی book entry دے دیں اور وہی سو ارب روپے واپس آپ ہم سے قرضہ لے لیں اور جو سود آپ ہم سے ساٹھ سال میں لیتے رہے ہیں اس سے ایک فیصد کم پر وہ پیسہ ہم آپ کو واپس کر دیں گے، یہ صرف book entry ہے، اس سے صوبے کے لوگوں کو یہ احساس تو ہو جائے گا کہ ہمیں اپنا حق مل رہا ہے۔ یہ چیز غور طلب ہے۔ ہمارے ساتھ وعدے تو بڑے ہوئے ہیں ان کو پورا بھی ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں انڈسٹری کی طرف آتا ہوں۔ جہاں پر ہم کہتے ہیں کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے، وہاں ہماری انڈسٹری taxes دیتی ہے لیکن اگر دیکھا جائے، اس وقت سب سے زیادہ بوجھ، دنیا میں سب سے زیادہ

شرح سود، مولانا سومرو صاحب تشریف فرما ہیں سود لینا دینا تو حرام ہے، بہر حال ہم اس چیز میں اب شامل ہیں، لیکن خدا را! 18-17 فی صد سود جبکہ امریکہ میں 0.25 ہے، برطانیہ میں 0.5 ہے، جاپان میں % 0 ہے، انڈیا میں % 6 ہے، مصر میں % 6.5 ہے، چین میں % 4.5 ہے وغیرہ وغیرہ، ہمارے ہاں % 18-17 اور کہتے ہیں کہ جی چونکہ inflation ہے، اسے کم کرنے کے لیے ہم نے rate of interest بڑھایا ہے۔ آپ نے اپنی ساری economy تباہ کر دی ہے۔ with this high rate of interest. خدارا! اس کو کم کریں اور فوری طور پر کم کریں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ کی ملک میں industry 50% بند پڑی ہوئی ہے۔ اس کی صرف یہ وجہ نہیں ہے کہ بجلی نہیں ہے، ٹھیک ہے وہ بھی ایک بڑی وجہ ہے کہ ایک گھنٹہ بجلی ہوتی ہے اور ایک گھنٹہ نہیں ہوتی لیکن ساتھ یہ جو آپ 18 اور % 20 سود لے رہے ہیں، اس سے آپ کی economic growth اور نیچے جائے گی۔ خدارا! اس چیز پر آپ توجہ دیں۔ آپ کا جو power sector ہے، ہمیں ہمیشہ بڑا برا بھلا کہا جاتا ہے، راجہ صاحب جب بھی اٹھتے ہیں کہتے ہیں پچھلے آٹھ نو سال میں یہ ہوا۔ بھئی یہ جو بھی power plant شروع ہو رہے ہیں یا ہونے والے ہیں، یہ کس کے دور میں شروع ہوئے تھے؟ ہمارے ہی دور میں شروع ہوئے تھے۔ یہ غازی بروتھا وغیرہ ہمارے دور میں ہی مکمل ہوا تھا۔ بہت سی مثالیں ہیں، بہر حال میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن 22 cent پر rental power plants لانا، یہ کون برداشت کرے گا؟ جبکہ آپ کے اپنے power plants اس وقت بند پڑے ہیں۔ Southern Electric بند ہے، Japan Power بند ہے اور دیگر میں آپ کو مثالیں دے سکتا ہوں، وہ کیوں بند ہیں؟ آپ ان کو پہلے چلائیں۔ وہ بند پڑی ہیں اور آپ ادھر 22 cent پر rentals لا رہے ہیں، یہ کون برداشت کرے گا؟ پاکستان کے غریب لوگ جو already پس رہے ہیں اور آپ کی اپنی economic survey نے اعداد و شمار دیے ہیں، 45 million Pakistanis don't have enough food to survive. Sixty five millions Pakistanis are living below the poverty level. غربت کی سطح کیا ہے، one dollar یعنی 80 روپے۔ ابھی اس کو بھی redefine کیا جائے، کم از کم دو ڈالر کہا جائے۔ ڈیڑھ سو روپے تو daily ملنے چاہئیں گزارے کے لیے۔ خدارا! حکومتِ وقت سے یہ گزارش ہے کہ خوش فہمی میں نہ رہیے۔ حالات اس وقت سازگار نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے اپنے اخراجات میں بھی کمی لائیں اور stake-holders سے مسلسل رابطے میں رہیں اور کوشش کریں کہ آپ کی انڈسٹری، power sector وغیرہ وغیرہ بہتر ہو سکے۔

جنابِ والا! ہم اپنے دور میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک قانون لائے debt limitation کا۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ حکومت آئے اور نوٹ چھاپے۔ پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار کا نوٹ نکال لیں، پچاس ہزار روپے کا بھی ایک نوٹ بنا لیں، آپ خرچے کرتے جائیں اور آئندہ نسلیں پھر اس کو ادا کریں۔ اس لیے ہم نے debt limitation کا ایک قانون بنایا کہ کسی وقت بھی 60% of the GDP سے زیادہ قرضہ نہیں بڑھنا چاہیے۔ ہم نے اپنے دور میں، میرے خیال میں مجھے exact یاد نہیں ہے، 53 یا 54% پر ہم لے آئے تھے لیکن وہ دوبارہ بڑھتا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑے گا۔

جنابِ والا! Government servants کے لیے تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔ اچھا کیا ہے بہت گرانی ہے اور ان کو جو آپ نے allowance دیا ہے اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوگا، ربانی صاحب نے تو کہا ہے زیادہ فرق نہیں پڑے گا لیکن میرے خیال میں 15% سے کچھ نہ کچھ، تھوڑا بہت گزارہ ان کا ضرور ہو جائے گا۔

میں اب اپنے علاقے کی طرف آؤں گا چونکہ میرا تعلق لکی مروت سے ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بھی ایک المیہ ہے کہ پہلی مرتبہ میں نے پچھلی حکومت سے درخواست کی کہ جی آپ ایک کیڈٹ کالج ہمارے ہاں بھی بنالیں، ہمارے لوگ بھی کیڈٹ کالجز میں جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی یہ بڑا مشکل ہے۔ میں نے کہا میں آپ کو ایک ہزار کنال فی سبیل اللہ مفت زمین دینے کے لیے تیار ہوں جو میں نے حکومت کے نام پر رجسٹری کر بھی دی ہے۔ میں بخاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہاں کیڈٹ کالج بن رہے ہیں جہاں دس دس کروڑ اور بیس بیس کروڑ روپے کی زمین لی جا رہی ہے اور جہاں پر ہزار کنال میں نے مفت زمین دی ہے، وہاں پر کیڈٹ کالج کے لیے پیسے نہیں ہیں۔

ہمارے ہاں اگر ڈیمز وقت پر بن جاتے تو بہت فائدہ ہوتا، گومل ڈیم شاید آپ لوگوں کے علم میں نہ ہو یہ ڈیم 50s میں شروع ہوا تھا لیکن فیلڈ مارشل نے اپنے دور میں آکر مناسب سمجھا کہ بھئی خانپور ڈیم زیادہ ضروری ہے، یہ ہر دور میں ہوتا ہے، یہاں کا پیسہ دوسری حکومت آتی ہے وہاں لے جاتی ہے، وہ آتے ہیں تو وہ ادھر لے جاتے ہیں۔ ہمارا سردار صاحب سے بھی گلہ ہے، ہمارے ڈیرہ اسماعیل خان کا ایئرپورٹ ڈیرہ غازی خان لے گئے اور وہاں بنا دیا۔ بہر حال یہ ہوتا رہتا ہے۔ ہمارا ابھی یہ گلہ ہے کہ گومل ڈیم پراجیکٹ کو لے گئے اور خانپور ڈیم بنا دیا لیکن ابھی گومل ڈیم پر ہونے والا کام بہت سست ہے۔ اس ڈیم سے لاکھوں ایکڑ اراضی سیراب ہوگی۔ اس کے لیے بہت کم فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔ کرم تنگی ڈیم، تنگ کا مطلب ہے کہ وہ جگہ تنگ ہو جاتی ہے تو it is an ideal site for a dam اس کے لیے ایک ٹیڈی پیسہ بھی اس بجٹ میں نہیں رکھا گیا۔ Accord 91 میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ Bannu basin کرم تنگی، ٹانک زام، گومل ڈیم، ان کی اجازت ہے، وفاقی یا صوبائی حکومت ان کو ضرور بنائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس پر غور کریں گے اور ان دو اہم dams کے لیے پیسے ضرور رکھیں گے۔

جناب چیئرمین! باتیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن میں وقت کا ضیاع بھی نہیں کرنا چاہتا۔ ہم اگر اپوزیشن میں ہیں، ہماری بھی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ خوشحال رکھے، پاکستان کو ہمیشہ آباد رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو ہر ایک چیز سے نوازا ہے، میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ ہماری جو geographic location ہے، ایسی location دنیا میں اور کسی کی نہیں ہے کہ دنیا کے hydrocarbon 70% آپ کے قریب ہیں۔ دنیا کی 50% آبادی آپ کے قریب ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لیکن ہم نے، میری والدہ اس دن کہہ رہی تھیں (پشتو) کہ بیٹا ہم نے اس ملک، اس پاکستان کی قدر نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس ملک کی قدر کر سکیں۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ سلیم سیف اللہ صاحب۔ میں گزارش کروں گا Leader of the House اور Minister of Parliamentary Affairs سے کہ Public Accounts Committee میں

Senate کی نمائندگی بہت ضروری ہے۔ میں یہ recommend کروں گا چونکہ پاکستان ایک federation ہے اس کے چار federating units ہیں، ہر صوبے سے اگر ہمارا ایک سینیٹر جا کر Public Accounts Committee میں بیٹھے تو بہت اچھا رہے گا۔ یہ میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ Parliamentary Affairs کے Minister چلے گئے ہیں، ان کے ذمے یہ کریں کیونکہ he should then make it convenient and pass act یا rules of procedure ایسے بنائیں کہ ہماری ایک نمائندگی ہو جائے۔ جناب سلیم سیف اللہ صاحب نے کہا freeze on pays of Parliamentarians, میں پشاور جاتا ہوں، منہ میں چیونگم ڈالتا ہوں، کولڈ ڈرنک پیتا ہوں اور پشاور پہنچ جاتا ہوں، اتنی اچھی ہائی وے بنی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب جب یہاں سے روانہ ہوتے ہیں، وہ پہلے کراچی جائیں گے، پھر تربت اگر تربت کی flight نہیں ہے تو Coastal Highway سے پہلے گوادر جا کر پھر واپس تربت آئیں گے۔ جناب جو area 43% ہے اس کو ذہن میں رکھیں۔ آپ کے utility bills بڑھتے رہیں اور آپ اپنی تنخواہیں freeze رکھیں گے let's be practical پھر ہمارے utility bills بھی وہی ہوں گے جو ہماری آج کی تنخواہ ہے۔ پشاور تو ایسے جانا ہے جیسے میں صبح ڈیرہ مراد سے ہو کر واپس آ جاتا ہوں، میرے علاقے سے وہ چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ جناب اسمٰعیل بلیدی صاحب coming all the way from Buleda ahead of Turbat, he has a knack of coming on the bucket seat without getting cot وہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ یہ چیزیں سوچیں کہ آپ کے صوبے بہت دور ہیں، حالات اور ہیں، میرے صوبہ بلوچستان سے جو آتا ہے، میں اس ایوان کو اعتماد میں لیتا ہوں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ پنجگور، ژوب یا قمرالدین کاریز سے کوئی بچہ نوکری کے لیے آتا ہے تو جب وہ واپس جاتا ہے تو اس کے پاس کرایہ کے پیسے نہیں ہوتے، so expensive, please keep that in mind ہم اپنی جیبوں سے ان کو کرایہ دیتے ہیں کہ وہ خیر سے واپس پہنچ جائیں۔ یہ کچھ practical باتیں ہیں and we have to understand Pakistan better at times. اور جو sacred cows ہیں ان کا تو کوئی نام ہی نہیں لیتا، MP-I میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب رضا صاحب نے ایک بات کی کہ انہوں نے گاڑیوں کا پہلے ہی freeze کر دیا، یہ اسی طرح ہے جیسے کبھی کبھی دبئی میں sale لگتی ہے کہ دو ہزار روپے کی چیز چار ہزار میں کر کے کہتے ہیں کہ 50% discount, یہ ادھر بھی ہوتا ہے اور پاکستان میں بھی یہ ہوتا ہے۔ جس نے اس ministry میں wind fall کیا اس کو investigate کریں، PAC میں یہ مسئلہ لائیں کہ who has got that wind fall, who made money on this. اگر آپ تحقیق کریں گے تو بہت سے skeleton from the board نکلیں گے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو کہ میں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں۔ سردار جمال خان لغاری چلے گئے، who is ready for the speech. Raja Zafar-ul-Haq Sahib please take the floor.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ بجٹ پر قانون کے ذریعے سے یہ ایک اچھی روایت ڈالی گئی کہ سینیٹ کو بھی recommendations میں شامل کیا جائے لیکن جو طریقہ کار ہے اس کے بارے میں عمومی طور پر عدم اطمینان کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اگر سینیٹرز کے تجربات، ان کے علم سے فائدہ اٹھانا ہے، اس

مشاورت کو بامعنی بنانا ہے تو موجودہ طریقہ کار کو بدلنا پڑے گا۔ یہ جو بہت مختصر ساtime limit رکھا گیا ہے اس میں صحیح طور پر ہماری طرف سے کوئی contribution نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یا تو اس مدت کو بڑھایا جائے یا جو یہ تجویز ہے کہ جنوری، فروری میں ایک ایسا اجلاس رکھا جائے جو مشاورتی ہو تاکہ آئندہ بجٹ بناتے وقت دونوں ایوانوں کی رائے بجٹ بنانے والوں کے سامنے رہے۔ اس مرتبہ جو بجٹ پیش کیا جا رہا ہے وہ ملک کے بہت ہی سنگین حالات کے اندر پیش کیا جا رہا ہے۔ کوئی آدمی اس سے انکار نہیں کر سکتا، خواہ وہ حکومتی بنچوں پر بیٹھا ہے یا اپوزیشن میں کہ پاکستان کا ہر شخص، ہر شہری انتہائی پریشانی کے عالم میں ہے۔ اگر آپ دنیا بھر کے میڈیا کو دیکھیں تو وہاں پر بھی اگر کوئی پہلی خبر کسی ٹی وی یا اخبار میں آتی ہے تو وہ پاکستان میں کوئی خود کش حملوں کی صورت میں، تشدد کی صورت میں آتی ہے۔ یہ ایسے حالات ہیں جن میںeconomic development کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ حالات ہیں جن میں اگر پاکستان کے خدانخواستہ survival کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ بے محل نہیں ہیں۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے، پاکستان کو ٹوٹنے کی اجازت نہیں دیں گے، پاکستان کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، یہ کافی نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے بھی ایک تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ اس لیے آج کے حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایک سنجیدہ فکر کی ضرورت ہے۔ اس معاملے میں، میں آپ کی توجہ دو چیزوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز یہ کہ جو انتہائی شورش زدہ علاقے ہیں خواہ وہ بلوچستان کے ہوں یا صوبہ سرحد کے، ان دونوں صوبوں میں دو چیزیں جو اجاگر ہو کر نظر آتی ہیں کہ ماضی میں ان علاقوں کے ساتھ بے انصافی ہوئی ہے۔ ان کے جو حقوق تھے وہ انہیں صحیح طور پر نہیں دیے گئے، خواہ وہ معاشی حقوق تھے یا سیاسی حقوق تھے، وہ لوگ ان سے محروم رکھے گئے اور اس محرومی کا احساس اس وقت زیادہ بڑھا جب انہوں نے اپنے مطالبات زوردار طریقے سے اٹھائے تو پھر اس کا جواب طاقت سے دیا گیا۔ اس سے حالات زیادہ خراب ہوئے۔

دوسری یہ چیز کہ جب قومی دولت تقسیم ہوتی ہے تو ان علاقوں کو بھی، کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ جو ماضی میں بے انصافیاں ہوئی ہیں ان کو رفع کرنے کے لیے ان کے ساتھ special ہمدردی کا سلوک کیا جائے، ان کو زیادہ فنڈز دیے جائیں اور جو محرومی کا ایک سلسلہ طویل عرصے سے جاری ہے اسے ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو صوبے یا علاقے اچھی حالت میں ہیں وہ اس بات کی قربانی دیں۔ لہٰذا آج سب سے پہلی تجویز میں یہ دوں گا کہ NFC Award ہو یا موجودہ بجٹ ہو اس میں allocation کرتے وقت بلوچستان اور سرحد کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ انہیں خصوصی funds دیے جائیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

اس کے علاوہ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بسا اوقات funds allocate ہو جاتے ہیں لیکن کوئی transparency نہیں ہوتی کہ جن لوگوں کے لیے وہ فنڈز مختص کیے گئے ہیں آیا ان تک پہنچے بھی ہیں کہ نہیں، اس بات کی بڑی کمی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ Friends of Pakistan ہوں، بین الاقوامی ادارے ہوں یا ممالک ہوں وہ بعض مرتبہ pledges کرنے سے، ہچکچاتے ہیں، پاکستان کو پیسے دینے سے، ہچکچاتے ہیں اور اگر pledges کر بھی دیتے ہیں، جیسے

کہ Friends of Pakistan کے معاملے میں ہوا بھی ہے، وہ پیسے دینے سے ہچکچاتے ہیں۔ وہ سامنے نہیں آتے اور اس کی وجہ وہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ مجھے مغربی ممالک کے دو سفیر ملنے کے لیے آئے تو انہوں نے یہ کہا کہ آپ IMF کی مخالفت کر رہے ہیں، (N) PML یہ کہتی ہے کہ IMF سے قرضے نہ لیے جائیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ IMF جو نسخہ تجویز کرتا ہے اس سے بیماری بڑھتی ہے، اس سے کم نہیں ہوتی، بیمار اس سے صحتیاب نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ آپ کو پیسے دینے کو تیار کون ہے؟ اگر آپ IMF سے نہیں لیں گے تو اور کون آپ کو قرض دے گا؟ یقین جانیے یہ بڑی تکلیف دہ صورتحال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک میں accountability کا کوئی process نہیں ہے اور جو processes اس سے پہلے ہوئے ہیں ان کے بارے میں اعتماد کی فضا نہیں ہے۔ یہی سمجھا جاتا ہے ، لوگوں کا یہ تجربہ ہے اور ایوان کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے وہ بھگتا بھی ہے کہ لوگوں کو بلا وجہ تنگ کرنے کے لیے، پریشان کرنے کے لیے، اپنے ساتھ ملانے کے لیے ان پر مقدمات بنائے گئے لیکن یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کے خلاف مقدمات بنائے گئے جب وہ ساتھ مل گئے تو ان کے خلاف مقدمات یا تو ختم کر دیے گئے یا cold storages میں ڈال دیے گئے۔ یہ بہت بڑا تلخ تجربہ ہے کہ اس نے اس سارے process کو totally بے اعتبار کر دیا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر سطح پر across the board جو بھی سرکاری ملازمت میں ہے، خواہ کسی حیثیت میں بھی کام کر رہا ہے اس کی accountability کا بندوبست ہونا چاہیے اور وہ نظام ایسا ,independent مستحکم اور مضبوط ہونا چاہیے کہ حکومتیں بدلنے کے باوجود وہ اپنا کام جاری رکھ سکے۔ پاکستان کو دنیا میں بدنامی سے بچانے کے لیے یہ بہت مقدس فریضہ ہے۔

یہ جو Freedom House کی رپورٹیں ہر سال شائع ہوتی ہیں، جو Democracy Journal میں شائع ہوتی ہیں اس میں آپ دیکھیں کہ Transparency International کے علاوہ ان سارے اداروں کی طرف سے پاکستان کو جس طرح assess کیا جاتا ہے، وہ بڑی شرمناک صورت حال ہے اور جس طرح مجھ سے پہلے کہا گیا ہے کہ human rights and transparency کے سلسلے میں انگولا، نائجیریا اور باقی چھوٹے چھوٹے ممالک سے بھی ہماری حالت گئی گزری ہے۔ اس لیے سینیٹ کی طرف سے یہ تجویز جانی چاہیے across the board accountability کا کوئی ایسا مستحکم نظام ہو جو اپوزیشن اور حکومت کے لوگ بیٹھ کر طے کریں اور پھر اس نظام کو ایک مستقل حیثیت دی جائے، اسے ایک ادارہ بنایا جائے جس پر نہ کوئی انگلی اٹھا سکے اور نہ اسے دباؤ میں لا سکے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ آپ دیکھتے ہیں کہ تعلیم کے بارے میں ہمارا رویہ بڑا ہی غیر سنجیدہ ہے۔ ابھی چند دن پہلے Washington Post کی ایک correspondent جو پہلے دلی میں تھی، آج کل دلی اور کابل میں ہے، اس نے کہا ہے کہ انڈیا اور پاکستان دونوں ایک ہی وقت میں آزاد ہوئے ہیں لیکن انڈیا نے تعلیم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی اور پاکستان نے اس میں سنجیدہ رویہ اختیار نہیں کیا اور اس نے کہا اب ان کا فرق دیکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی گہری بات ہے اور اس بیماری کی جڑ ہے کہ پاکستان کے اندر تعلیم کی جی ڈی پی کے لحاظ سے percentage بہت کم ہے اتنی کم ہے انڈیا اور بنگلہ دیش کی تو بات ہی اور ہے نیپال اور سری لنکا سے بھی بہت کم ہے۔ اس سارے خطے میں

پاکستان میں تعلیم کے لیے سب سے کم percentage ہے اور اس میں اکثر کہا جاتا ہے کہ جس ملک میں تعلیم کے لیے چار فیصد سے بھی کم GDP percentage کی رکھی جائے تو وہ ملک کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ آئندہ نسلوں کو تعلیم دیں اور بالخصوص اگر آپ بچیوں کو تعلیم دیں تو وہ تعلیم پورے معاشرے کا ماحول بدل دیتی ہے۔ اس میں سنجیدگی آ جاتی ہے، اس میں آپ کو moderation نظر آتی ہے۔ اس میں بیماریاں کم ہو جاتی ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس بار پھر ہمیں ایک مکمل effort کرنی چاہیے، خواہ اپوزیشن ہو یا حکومت ہو کہ تعلیم کی allocation جو آپ نے کم کر دی ہے یہ غلط ہے اس کو دوبارہ بڑھایا جائے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ تعلیم کے لیے میاں نواز شریف صاحب نے 2.8 per cent allocation کی تھی اور جونہی ان کی حکومت گئی تو دوسری حکومت نے ڈیڑھ فیصد کے قریب کر دی تھی۔ اس کے بعد سارا عرصہ تعلیم کے لیے بہت allocation رہی اور اب پھر اس allocation کو نہیں بڑھایا جا رہا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس قوم کے مستقبل کے ساتھ ظلم ہے۔

جناب والا! تعلیم کا جو نظام ہے اور اس کے لیے جو پیسے allocate کیے جاتے ہیں اس میں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ آئے دن یہ کہا جاتا ہے کہ اتنے سو ghost schools ہیں یعنی کتنا ظلم ہے کہ سکولوں کی فہرستوں میں تو ان کا نام ہے لیکن یا وہ سکول چل نہیں رہے یا کسی بااثر آدمی نے اپنی بیٹھک بنا ہوئی ہے یا مویشیوں کے لیے مویشی خانہ بنایا ہوا ہے اور وہاں بچے تعلیم نہیں حاصل کر رہے۔ آپ کو پتا ہے کہ privatization کے بارے میں بھی دنیا میں اب ایک reaction ہو چلا ہے Scandinavian countries کی کچھ عرصہ پہلے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں انہوں نے کہا ہے کہ capitalism کی بدترین شکل آج کل کی privatization ہے یعنی privatization اس حد تک چلی گئی ہے کہ ایک welfare state کا تصور ہی گم ہوتا نظر آ رہا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ جس آدمی کے پاس وسائل ہوں، دولت ہو وہ اپنے بچے کو پڑھا سکے گا جس کے پاس یہ وسائل نہیں ہیں اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں ہے۔ اسی طریقے سے اگر کسی کے پاس وسائل ہیں تو وہ اپنا اور اپنے خاندان کا علاج کروا سکتا ہے اگر پیسے نہیں ہیں تو آپ دیکھیں لوگ پرچیاں اٹھائے پھرتے ہیں اور دوائی خریدنے کی ان میں استطاعت نہیں ہے اسی لیے آپ دیکھیں کہ hepatitis and TB پھر واپس آ گئے ہیں، بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ ایک صحت مند قوم میں پھر سے ایک تنزل آیا ہوا ہے تو اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ private hospital, private schools, missionary schools یہ ساری باتیں درست ہیں لیکن ان تک رسائی کس کی ہے؟ کیا یہ پوری قوم کی requirement پوری کر سکتے ہیں؟ کیا ایک عام آدمی کا بچہ وہاں جا سکتا ہے اور آج یہ کہا جاتا ہے کم از کم چھ ہزار تنخواہ کی بجائے سات ہزار روپے کر دی جائے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم ہو گا اگر چھ ہزار روپے تنخواہ لینے والے کو کم از کم دس ہزار روپے ماہوار تنخواہ نہیں دی جاتی۔ پھر جو سرکاری ملازم ہیں ان کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ان کے pay scale کے مطابق اس میں ۱۵ فیصد کے حساب سے اضافہ کیا جائے تو یہ بھی ظلم ہے۔ یہ جو بڑے سرکاری ملازم ہیں، ان کی تنخواہیں اور مراعات زیادہ ہوتی ہیں، ان کا لحاظ بھی ہوتا ہے وہ جب ڈاکٹر کے پاس جائیں تو شاید ان سے ڈاکٹر فیس بھی نہ لے، ان کو دوائیاں بھی مفت ملیں لیکن گریڈ سولہ تک کے آدمی کو تو یہ سارے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اسے اپنی جیب سے خرچ کرنا پڑتا ہے اس لیے ہماری تجویز یہ ہے کہ ایسا سسٹم کیا جائے گریڈ ۱۶ تک کے ملازمین کے لیے pay

30% raise تک ہونا چاہیے اور ۱۷ اور اس سے اوپر والے scales کے ملازمین کو آپ بے شک ۱۵ فیصد ہی دے دیں، لیکن زیادہ مراعات یافتہ اور زیادہ آسودہ طبقہ جن کے بچے یہاں بھی پڑھتے ہیں اور بیرونی ممالک میں بھی جا سکتے ہیں ان کو بھی آپ اتنا ریٹ دیں اور ان بے چاروں کو بھی جن کے پاس دو وقت کی باعزت روٹی کھانے کے لیے کوئی وسائل ہی نہیں ہیں ان کو بھی اتنا ہی pay raise دیں، یہ درست نہیں ہے۔

جناب والا! اسی طرح ہم سنتے ہیں کہ international loans لیے جاتے ہیں لیکن بعد میں پھر کابینہ سے ان کی ratification ہو جاتی ہے ان معاملات پر پارلیمنٹ کے اندر ضرور بحث ہونی چاہیے۔ پارلیمنٹ اور کس کام کے لیے ہے؟ اس پر انگوٹھا لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ پاکستان کے حالات کے بارے میں پارلیمنٹ کو موقع دیں کہ پاکستان کے نمائندے یہ فیصلہ کر سکیں کہ آیا جن شرائط کے ساتھ یہ قرضے دیے جا رہے ہیں وہ ملک کے لیے مناسب ہیں یا نہیں ہیں۔ آیا اتنا قرضہ لیا جانا چاہیے یا نہیں لیا جانا چاہیے۔ اس لیے loans کے لیے جتنے international agreements ہوتے ہیں یا economic agreements ہوتے ہیں ان کی ratification Parliament کے ذریعے سے لازمی طور پر کروانی چاہیے۔

سینیٹ کو یہ recommendation بھی دینی چاہیے کہ National Social Security Scheme میں نادار لوگوں کے، بچوں، بیوگان، عمر رسیدہ لوگ اور جو physically disabled لوگ ہیں ان کے لیے income support کا کوئی ایسا بندوبست کیا جائے کہ یہ جو چار پانچ categories کے لوگ ہیں ان کو یعنی جو poorest of the poor لوگ ہیں ان کو National Social Security Scheme کے ذریعے support کیا جائے کیونکہ زکوٰۃ یا بیت المال کے نظام کے بارے میں اکثر شکایات آتی ہیں کہ وہاں جو کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں اور لوگ مقرر کیے جاتے ہیں وہ سیاسی بنیادوں پر بنائی جاتی ہیں اور اس کا فائدہ اور نقصان بھی اسی بنیاد پر کیا جاتا ہے، یہ تقسیم نہیں ہونی چاہیے۔

اسی طریقے سے ہم سمجھتے ہیں جو distress situation ہے اس میں جن لوگوں نے قرضے لیے ہوتے ہیں مثال کے طور پر ایک آدمی نے مکان بنانے یا کسی اور چھوٹے کاروبار کے لیے قرضہ لیا ہوا ہے اور وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی بیوہ اور اولاد مارے مارے پھرتے ہیں agriculture یا small industry کے لیے جو قرضہ لیا ہوتا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں ایک لاکھ روپے کی حد تک انہیں معاف کر دینا چاہیے تاکہ ان کو relief مل سکے۔

جناب والا! یہ جو تجویز آئی ہے کہ Public Accounts Committee کو reconstitute کر کے Joint Public Accounts Committee بنائی جائے اور جیسا آپ نے کہا کہ اس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہونی چاہیے اور سینیٹ سے اس میں ارکان لیے جانے چاہئیں تاکہ وہ اس سارے process سے باہر نہ رکھے جائیں۔

اسی طریقے سے پنشنرز۔ سرکاری ملازموں کی پینشن میں جو inequity ہے اس کو رفع کیا جائے اور جو increase دی جاتی ہے اس میں بھی یہ cut off dates ہیں کہ پرانے پنشنرز اور نئے پنشنرز۔ پرانے کو جو پچھلے سکیلز تھے اسی کے حساب سے پنشنیں ملتی ہیں اور وہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ کئی دفعہ انہوں نے جلوس بھی نکالے اور سب کچھ کیا لیکن ان کا کوئی مداوا نہیں ہوا۔ یہ بے انصافی نہیں ہونی چاہیے اور سب کو ایک ہی طرح سے پنشن دینی چاہیے۔

یہ جو پانی ہے ہمارے دریاؤں کا، باوجود اس بات کے کہ انڈیا نے وہاں ڈیم بنالئے ہیں اور وہ پانی چوری کر رہا ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہو رہا ہے۔ وقت پر اس کے خلاف کوئی آواز بھی نہیں اٹھائی جا رہی ہے لیکن بجلی پیدا کرنا ایک طرف ہے اس پانی کو بچانے کے لئے تاکہ یہ ضائع نہ ہو، کہتے ہیں کہ 35 million acres water جو ہے وہ سمندر میں چلا جاتا ہے، کچھ تو اس کا سمندر میں جانا ضروری بھی ہوتا ہے تاکہ کھارا پانی اوپر نہ آ جائے لیکن یہ experts ہی بتا سکتے ہیں کہ کتنا پانی ایسا ہے جو بلاوجہ ضائع ہو جاتا ہے۔ کم از کم اس کے storage کا کوئی ایسا بندوبست ہو جو ایگریکلچر کے لئے ان صوبوں کے اندر، صوبہ بلوچستان ہو یا صوبہ سندھ ہو، ان کے اندر اس کو صحیح طریقے سے استعمال میں لایا جا سکے۔

یہ جو IDPs ہیں، سوات اور مالاکنڈ کے علاقے سے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا بھی ابھی واپسی کا کوئی تصور نہیں ہے اور جو کل پرسوں سے یہ نیا اپریشن شروع ہوا ہے، اس کی وجہ سے میرے خیال میں اور لوگ بھی بے گھر ہوں گے تو بجائے اس کے کہ اس کے لئے international community سے یا کسی اور سے پیسے مانگنا شروع کرے، گورنمنٹ کو اس کی allocation ابھی سے 100 billion رکھ لینی چاہیے تاکہ کوئی ایسا crisis پیدا نہ ہو، جس سے پھر سیکورٹی problems بھی ہوں اور اس طریقے سے پاکستان کی بدنامی بھی نہ ہو کہ اپنے معاملات کو بالکل ہی نہیں حل کر سکتے۔

جو financial institutions ہیں، میں یہ گزارش کروں گا کہ انہیں بھی یہ کہا جائے کہ وہ اپنے net profit کا پانچ فیصدی promotion of education کے لئے اور health کے لئے رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جوان کو یہ استعداد دی ہے، اس میں قوم کے ان لوگوں کو بھی شریک کریں جن کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much, Raja Sahib.

انشاءاللہ لیڈر آف دی ہاؤس ضرور pursue کریں گے، سینیٹرز کا لے جانا Public Accounts Committee میں۔ اس سلسلے میں کچھ کہیں تو پھر میں آپ سے کوئی اور بات بھی کروں گا۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری : یقیناً، جناب چیئرمین! ایک اچھی suggestion ہے اور secondly Senate ایک ایسا فورم ہے جہاں پر چاروں صوبوں کی equal نمائندگی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی ایک اچھی تجویز ہے Public Accounts Committee کے حوالے سے اور obviously I will pursue this also.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

ابھی ہمارے پاس option ہے، قائد ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ 1:40 پر نماز کے لئے break کا پروگرام تھا۔ دو سے تین بجے تک lunch break تھا، پھر تین بجے دوبارہ تقاریر شروع ہونی ہیں۔ اس سلسلے میں کوئی رائے دیں تو House کو اسی طریقے سے adjust کر لیتے ہیں کیونکہ daily آپ کو lunch ادھر ہی کرنا پڑے گا in the Senate to complete your debates.

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب! Business Advisory Committee میں یہ طے ہوا تھا کہ صبح کا 10:30 بجے سے Session لیکر 2:30 بجے تک۔ 2:30 سے 5:00 تک break اور پھر 5:00 بجے Session شروع ہو اور till 10'o clock at night.

جناب قائم مقام چیئرمین: تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو قیلولہ کے لئے تین بجے جائے گا وہ ساڑھے پانچ بجے نہیں آتا۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو Business Advisory Committee میں طے ہوا ہے let's implement that. میرا خیال ہے کہ ابھی ذرا آپ 2:30 سے پہلے .... you want to finish before

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، اگر lunch ادھر کرنا ہے اور اگر آپ پانچ بجے آنا چاہتے ہیں تو we will continue till 2.00.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: We can continue till 2'O clock. Then we can have a break at 2'O clock. We can have a sense of the House.

Mr. Acting Chairman: Raza Sahib has past experience and practical experience of the attendance in the late hours وہ بھی دیکھ لیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: پھر بھی صورتحال یہ ہے کہ اگر آپ تین بجے شروع کریں اور کچھ احباب سو جائیں تو وہ بھی مناسب بات نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Cadet college اور بورڈنگ سکولوں میں یہ کیا جاتا تھا کہ you are late only once a week. تو ہم چاہ رہے تھے کہ lunch کھا کر آپ Parliament building سے نہ نکلیں، پھر آپ کو واپس لے آئیں ادھر ہی House میں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: That is to the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if it has been decided in the House Advisory Committee that is another matter,

لیکن آپ نے بھی یہ دیکھا ہے کہ ساڑھے آٹھ کے بعد عموماً کوئی نہیں بیٹھتا اور دس بجے تک نہ پریس ہو گا، جو ممبر زبات کریں گے plus سارے دن کا بھی ہو گا۔ تو دس بجے تک نہیں ہو گا۔ اس میں Leader of the House پر at the end of the debate بہت پریشر پڑ جائے گا کیونکہ زیادہ ممبرز بول نہیں چکے ہوں گے۔ تو اس لئے میں request کروں گا کہ دوبارہ تھوڑی سی نظر اس پر ڈالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Lunch break کے دوران آپس میں اگر Parliamentary leaders دوبارہ reconsider کریں تو بہتر ہوگا۔ Practical بات کر رہا ہوں کہ after sunset یہ practical بات ہے۔ ہمیں یہ چوتھا سال آپ کے ساتھ ہے۔ Members are inclined to go away. Now, I give the floor to Senator Zahid Khan.

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں تو حکومتی benches پر ضرور ہوں لیکن 75 فیصد میں اپوزیشن کی بات کروں گا اور 25 فیصد حکومت کی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، سچ تو بولنا چاہیے۔ آج رضا ربانی صاحب نے بڑے پریم کے ساتھ بہت کچھ کہہ دیا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: کیونکہ میں ایسے صوبے سے تعلق رکھتا ہوں جو اس وقت حالت جنگ میں ہے اور ہمیں سب سے زیادہ توجہ اس پر دینی چاہیے تھی جو اس بجٹ میں نہیں دی گئی۔ آپ کی بھی اپنی رائے بالکل بجا ہے کیونکہ آپ کا رقبے کے لحاظ سے بہت بڑا صوبہ ہے۔ تو سب سے پہلے جس طرح رضا ربانی صاحب نے کہا تھا کہ NFC Award کا پتا نہیں، پچھلی حکومت تو avoid کرتی رہی لیکن اس حکومت نے کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ یہ تو ایک اتحادی حکومت ہے، democratic government ہے اور یہ جب آئے تو انہوں نے چھوٹے صوبوں کی بات کی تھی کہ ہم چھوٹے صوبوں کے حقوق کی بات کریں گے۔ مثال کے طور پر جس طریقے سے وہ چلے گئے، سلیم خان نے کہا تھا کہ ہمارے صوبے کے جو وسائل ہیں، ابھی کل جو ہمارا بجٹ آ رہا ہے اس کے بارے میں پہلے آیا کہ 11 ارب روپے بڑی مشکل سے وہ اپنے sources سے بجٹ کے لئے اکٹھے کریں گے۔ تو ہمارا سارا انحصار فیڈرل گورنمنٹ پر ہے۔ اس کی main وجہ یہ ہے کہ ہمارے وسائل پر ہمیں اختیار نہیں ہے۔ ہمارا ایک source hydel generation ہے جس کے 6 ارب روپے میں 1999 کے ایوارڈ کے بعد ایک آنے یا ایک پیسے کا اضافہ نہیں ہوا اور اس کو بھی عدالتوں تک لے گئے ہیں۔ اب اس situation میں، پرسوں میں نے یہاں سوال کیا تھا Water and Power کے منسٹر صاحب سے، انہوں نے کہا تھا کہ hydel سے 1.2، یعنی ایک روپے دو پیسے پر فی یونٹ ہم پیدا کرتے ہیں پھر National Pool میں جاتے ہیں، ہمارا صوبہ جو سب سے زیادہ غریب صوبہ ہے، حالت جنگ میں ہے۔ کارخانے کا نام وہاں پر نہیں ہے اور پھر وہ ہمیں بجلی 5.60 پر بیچتے ہیں۔ ہمیں کیا ملتا ہے۔ ابھی جو ایک رائے آ رہی ہے کہ گیس اور بجلی سے سبسڈی بھی ختم کر رہے ہیں تو یہ چلا جائے گا 8.00 روپے پر اب اس صورت حال میں جو ہم فائدہ کر رہے ہیں اس کا اگر ہمیں benefit نہیں ملے گا تو پھر یہی صورت حال ہوگی جو ہمارے صوبے میں اور آپ کے صوبے میں چل رہی ہے۔ ابھی بہت سے ممبران جو پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں، ابھی راجہ صاحب نے بھی کہا کہ جب بجٹ allocate ہو تو سب سے زیادہ دو صوبوں کو رکھا جائے اور وہ ہمارے صوبے کی غربت کے لحاظ سے اور آپ کے صوبے کو رقبے کے لحاظ سے رکھا جائے تو شاید لوگوں کو تھوڑی تسلی ہوگی کہ ہم بھی پاکستانی ہیں، ہم بھی اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ جناب والا! اگر ایسی صورت حال ہو جو ابھی ہے اور جس طریقے سے ہمیں دیا جا رہا ہے تو شاید جس طریقے سے ابھی ہمارے صوبے کا حال ہے، اس وقت جس صورت

حال سے ہم گزر رہے ہیں اور وہاں پر جو دہشت گردی ہے، جنگ ہو رہی ہے، یہ اس سے بھی زیادہ بڑھ سکتی ہے۔ پچاس ارب روپے مالاکنڈ ڈویژن کے لیے رکھے گئے ہیں یہ بہت کم ہے کیونکہ جو صورت حال ہے، گل نصیب خان میرے سامنے مجھے دیکھ کر نوٹ کر رہا ہے اور ہنس رہا ہے کہ جو میرا صوبہ ہے اس میں ایسے نہیں ہے کہ جو فوج آپریشن کرے گی تو اس کے بعد حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہم ایسی حالت کی طرف ضرور جا رہے ہیں کہ ہمیں سیکورٹی پر زیادہ خرچ کرنا پڑے اور یہ گوریلا جنگ بھی ہو سکتی ہے کیونکہ جو لوگ وہاں سے بھاگ گئے ہیں، جو دہشت گرد ہیں اور وہاں سے چلے گئے ہیں وہ ایسے آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس کے لیے ہمیں بہت کچھ چاہیے۔ ایک تو جو دنیا کہہ رہی ہے کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف فرنٹ لائن پر ہے، اس انداز سے اگر آپ دیکھیں تو سب سے فرنٹ لائن پر میرا صوبہ ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ آج جو ایف آر بنوں میں آپریشن شروع ہوا۔ وہاں سے لوگ آنے شروع ہو جائیں گے اور وزیرستان سے لوگ آنا شروع ہو جائیں گے۔ اگر ہمارے پاس وسائل یہی ہوں تو کیسے ہم ان لوگوں کی مدد کر سکیں گے۔

جناب والا! جیسے راجہ صاحب نے کہا کہ سوات اور بونیر میں ابھی لوگ جائیں گے، ہو سکتا ہے وہ چلے جائیں لیکن وہاں پر لوکل انتظامیہ بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے بھی ہمیں وسائل کی ضرورت ہے کیونکہ جو ہماری پہلی فورسز تھیں وہ بالکل collapse ہو چکی ہیں۔ وہاں سے یا تو وہ بھاگ چکے ہیں یا وہ اپنی نوکریوں پر نہیں آرہے یا وہ مر چکے ہیں تو اس کے لیے ہمیں وہاں کی لوکل انتظامیہ کا تعین کرنا پڑے گا۔ ایک تو ہمیں اس کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ کرنا پڑے گا۔ اس کے لیے نئی بھرتیاں کرنی پڑیں گی۔ اس کی base دو ہونگی ایک short term کے لیے اور ایک long term کے لیے۔ short term کے لیے تو ہم ریٹائرڈ فوجیوں کو لے لیں گے لیکن long term کے لیے تو پھر ہمیں اپنی فورسز لینی پڑیں گی، recruitment کرنی پڑے گی، ان کو ٹریننگ دینا پڑے گی تاکہ وہ لوگ جو کر pockets میں جا کر بیٹھ گئے ان کو فوج نہیں نکال سکتی یا فوج ان کو نہیں ڈھونڈ سکتی۔ فوج کے آپریشن کا ایک طریقہ ہوتا ہے وہ سڑک پر چلے جاتے ہیں، ایک علاقے میں چلے جاتے ہیں اور جہاں تک چلے جاتے ہیں وہ ادھر سے ادھر ہو جاتے ہیں پھر اس کے لیے دوبارہ ڈھونڈنا یا دوبارہ regrouping کریں گے تو پھر یہ بتائیں کہ خدانہ کرے، خدانہ کرے اگر ایسا ہوا regrouping ہوئی تو یہ جو ہم نے لوگوں کے ساتھ، پچیس لاکھ یا پینتیس لاکھ نکال کر لائے ہیں ہم ان کے ساتھ روز مذاق نہیں کر سکتے کہ روز ان سے کہیں کہ بوریا بستر اٹھاؤ ہم نے آپریشن کرنا ہے۔ آپ کا یہ ملک پھر نہیں رہے گا۔ جناب والا! اس لیے میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

(اس مرحلے پر اذان ظہر سنائی دی)

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! جس طریقے سے آپ گیس کو لے لیں کہ ہمارے کرک (گرگری) کے مقام پر گیس نکلی اس کو ملتان لے گئے، میرے بھائیو جب ہم بات کرتے ہیں تو پنجاب کے خلاف نہیں ہوتی لیکن وہ اس بیوروکریسی اس chauvinism کے خلاف ہم بات کرتے ہیں جو چھوٹے صوبوں کے حقوق کو غصب کرتے ہیں۔ جب کرک سے گیس نکلتی ہے، کرک کے ضلعے کے عوام کو نہیں ملی اور وہ پنجاب چلی جاتی ہے تو وہ لوگ کیا سوچیں گے۔ وہ کیا کہیں گے کہ میری زمین سے ایک چیز پیدا ہوتی ہے مجھے نہیں ملتی اور پہلے دوسری جگہوں پر چلی جاتی ہے۔ جناب والا!

جب تک یہ سینیٹ میں جو ہم ڈبیٹ کرتے ہیں میرے خیال میں recommendations جائیں گی، وہ منظور ہو نگی یا نہیں ہو نگی۔ یہ سینیٹ بنا اس لیے تھا کہ اس میں برابری کی بنیاد پر نمائندگی ہو اور چھوٹے صوبوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ آج جس صورت حال سے ہم گزر رہے ہیں اس میں تو حد سے زیادہ ضرورت ہے کہ دو صوبے، ایک بلوچستان جو بلوچ اٹھے ہیں، جس کو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان مدد کر رہا ہے، کچھ کہہ رہے ہیں کہ کون مدد کر رہا ہے۔ ان کا حق ہے، وہ حق مانگ رہے ہیں۔ اگر آپ ان کو حق دیں گے تو شاید کوئی مدد بھی کرے گا تو کوئی نہیں اٹھے گا۔ اگر آپ ان کو حق نہیں دیں گے اور ان کو دیوار سے لگائیں گے تو کیسے مدد نہیں لیں گے۔ خدارا یہ چیز اب ختم ہونی چاہیے۔ میرے خیال میں جو موجودہ حکومت ہے، جو coalition حکومت ہے، اب ان کا فرض بنتا ہے کہ آئین میں amendment کر لیں، اب یہ وقت ہے۔ جو احساس محرومیاں ہمارے صوبوں میں ہیں، چھوٹے صوبوں میں ہیں ان کو دور کیا جائے۔ اس دن میں نے سوال کیا کہ ہمارے کنہار دریا پر ایک پرائیویٹ کمپنی کو کنٹریکٹ دے دیا گیا لیکن ہمارے وزیر صاحب اس کو مان نہیں رہے تھے۔ وہ کمپنی وہاں پر 740 میگاواٹ بجلی پیدا کرے گی۔ ہم نے کہا کہ ہمارے صوبے کو bypass کیا گیا، ہمارے صوبے سے مشاورت تک نہیں کی گئی۔ اب کل جب یہ پرائیویٹ کمپنی وہاں بجلی پیدا کرے گی تو ہمارے صوبے کو کیا دیں گے۔ جب تک اس کے ساتھ یہ فیصلہ نہ ہو کہ وہ net profit پر میرے صوبے کو کیا دے گا۔ اب ایسی ہی باتوں پر ہماری لڑائی ہوتی ہے۔ ایسی باتوں پر ہم اعتراض کرتے ہیں۔ اب وہ پرائیویٹ کمپنی کے ساتھ مرکزی حکومت ہے کیونکہ میرے صوبے کے پاس اختیار ہی نہیں ہے، وسائل میرے ہیں لیکن میرے پاس اختیار نہیں ہے۔ وسائل بلوچستان کے ہیں اختیار بلوچستان کے پاس نہیں ہے۔ وسائل سندھ کے ہیں اور اختیار ان کے پاس نہیں ہے۔ جب تک ہم نے یہ مسائل حل نہ کئے تو ہمارے یہ جو اختلافات ہیں، یہ جو ہماری احساس محرومیاں ہیں، یہ ایک دوسرے کے ساتھ ہم جو گتھم گتھا ہوئے ہیں، وہ رہے گا۔

جناب والا! میں دو تجاویز دیتا ہوں۔ رضا ربانی صاحب نے کہا کہ جو مزدور ہیں ان کی جو تنخواہ ہے وہ چھ ہزار، سات ہزار نہیں ہونی چاہیے کم از کم اس وقت کی صورت حال کے مطابق آٹھ ہزار ہونی چاہیے۔ گریڈ ایک سے سولہ تک کم از کم تنخواہ پچیس فیصد بڑھنی چاہیے۔ آگے اگر نہ بھی بڑھائیں تو فرق نہیں پڑے گا۔ جناب والا! آپ نے کہا کہ ہمارے سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے ممبران ہیں باوجود اس کے کہ ہمیں بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن عوام اس چیز کو پسند نہیں کرتے۔ عوام یہی کہہ رہے ہیں کہ سب چیز ممبران لے جاتے ہیں، ائر کنڈیشن میں بیٹھتے ہیں تو لہذا یہ voluntarily والی بات بہت صحیح ہے۔ سب ممبران کو چاہیے کہ وہ اپنی تنخواہوں میں اضافہ نہ کریں۔ آخر میں چونکہ میرا صوبہ زیادہ affected ہے اور اس وقت ہمیں زیادہ ضرورت ہے۔ مالاکنڈ ڈویژن کے لیے جو امداد دی گئی ہے اس کو پچاس ارب سے سو ارب پر لے جایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ باہر سے جتنی بھی امداد ہمارے نام سے آ رہی ہے یہ ہمارے صوبے کو divert کرنی چاہیے۔ ایسا نہیں کہ مرکز میں آئے اور مرکز پول پر جائے اور پول سے پھر ہمیں ملے تو اس سے اچھا اثر نہیں پڑے گا بلکہ negative اثر پڑے گا کیونکہ وہ لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ پینتیس چالیس سال سے ہم حالت جنگ میں ہیں۔ ہمارے نام سے افغان جنگ کے لیے ڈالر آئے، ہمیں نہیں ملے۔ جہاد کے نام سے پیسہ آ رہا ہے۔ دہشت گردی کے

نام سے پیسہ آرہا ہے لیکن ہمارے صوبے کو، ہمارے عوام کو نہیں مل رہا اور اسلام آباد کھا رہا ہے۔ موجودہ حکومت یہ مہربانی کرے کہ جتنا بھی پیسہ ہمارے نام سے آئے، ہمارے صوبے کے نام سے آئے وہ عوام کو منتقل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی چونکہ lunch break ہو گیا اور کچھ ممبران پرانے شیڈول کے مطابق break بھی کرنا چاہتے ہیں تو we will break for Namaz and lunch and *InshaAllah* the House will reconvene at 5. p.m.

[The house was then adjourned till 5.00 p.m. the same day]

(بعد از مختصر وقفہ اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین جناب جان محمد جمالی شروع ہوئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: السلام علیکم۔ Mr. Lot. Please take the floor. Mike on کر لیں please.

Senator Gul Muhammad Lot: Mike is on. I feel honour for giving my comments and suggestions on a very important issue, the Federal Budget.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے صرف چھوٹے چھوٹے پوائنٹس پڑھنے ہیں۔ تقریر پڑھ ڈالی تو لوگ اعتراض کریں گے۔

Senator Gul Muhammad Lot: Before coming on the subject, let me first of all congratulate our Finance Minister and economic team for presenting a very balanced budget in a very typical economic and political circumstances of the country. under the guidance of our honourable Prime Minister, Mr. Yousaf Raza Gillani. All the credit for unmatchable and bold decisions by proposing budget measures goes to our worthy President Mr. Asif Ali Zardari whose indepth vision and untiring efforts for the betterment and improvement of the life of the common man of the country,put the economic scenario, on sound footing.

Mr. Chairman Sir, it was always the dream of my leader Ms. Shaheed Benazir Bhutto to provide maximum relief to the poor people of Pakistan and by looking at various budget measures proposed, I think we are moving forward for achieving those things. While coming on recommendations announced in Federal budget, first of all we had to accept the ground reality of the fact that the world is passing through a very

serious economic recession which is being faced not only by developing countries like Pakistan but the developed countries like USA, Europe, Japan and Australia are also badly affected with recent global economic crisis. As per the report of IMF, the total amount of bad debt in the global financial system has risen more than 4 trillion US dollars the highest, since the great depression. According to one estimate about 38 million people will loose jobs globally in the year 2009. Our country is facing worse law and order situation in the history of our existence: unending sequence of adverse geopolitical internal and external security shocks, acute shortage of electricity, water and gas, more importantly despite all out efforts all the segments of the society are not contributing their due share of tax according to their contribution in the GDP. If we look at macro economic scenario it reveals that total budget outlet is estimated at Rs. 2.48 trillion for the year 2009 and 2010 as against 2.01 trillion for 2008-09. Consolidated expenditure is targeted at Rs. 2.9 trillion for the current year and total deficit of Rs.722.5 billion is as expected which would be funded by 264.9 billion from external borrowing and 457.6 billion from domestic borrowings. It has been proposed that 178 billion would be made through aid from friends of Pakistan and international donors forum. Fiscal deficit targeted at 4.9 % of GDP. For fiscal year 2009-10 compared with 4.3 % in 2008-09. Development standing is targeted at 626 billion rupees whereas total revenue is estimated at Rs.2.17 trillion. Tax revenue collection is estimated at Rs.1.5 trillion which is about 20 % higher than the budget of the last year. Similarly, the GDP growth is forecasted at 3.3 % for the year 2009-10 against 2 % in year 2008-09 which is very significant and good sign.

Mr. Chairman, you would appreciate that inflation rate during 2007-08 in the previous regime was close to 25% but the present government of Pakistan Peoples Party managed to bring down the inflation rate at 14.4%. In 2008-09, high aspect of the federal budget was to bring down the inflation rate further and it is estimated to restrict to 9.5% during 2009-10 which would be a remarkable job if this target is achieved.

Mr. Chairman, another significant sector is agriculture sector which recorded a growth of 4.7% during 2008-09 as compare to only 1.1% in the

previous regime for which credit goes to the democratic government of Pakistan People Party. Needless to mention that as part of our party policy to help the needy and deserving peoples, a record amount of Rs. 50 billion has been allocated for rehabilitation of IDPs. Sir, some of the Senators from Pakhtoonkhwa have expressed that this fund is not enough, I will request the government to reconsider this issue and there is a famous saying that "charity starts from home". Sir, I will recommend that all the honourable Senators should give their one month salary in the fund of Prime Minister for the IDPs.

Mr. Chairman, with a limited time available, it is not possible for me to comment on each and every recommendation made in the Federal Budget but as a student of economics I am the firm believer that the said target can be met. However, it is important that country can only grow and progress when every segment of society contribute for the betterment and development of the country. While appreciating various budgetary measures, I strongly feel that we have made ourselves largely dependable on foreign funding which is not a good sign and there is a need to find out avenue for internal resources.

Mr. Chairman, in my humble opinion the economic team of the country has wisely attempted to generate maximum resources and provided maximum relief but I find that there is lack of long term economic policies which can put the country on self financial sound footing instead of depending on foreign borrowing. I therefore, strongly recommend that a committee comprising this House, National Assembly, economic experts of trade bodies be given a task to prepare its recommendations for next 15 years. This should be called as a vision 2025 to formulate long term policies for which I myself volunteer as part of the team member. Mr. Chairman, I would like to submit following few suggestions for kind consideration of this House.

1. Broadening of Tax Base: In my view the challenge the government faces is not to increase the current tax revenues but how to widen the tax base to prevent tax revenue erosion in the future. As per data available, the tax payers are less than 2% of the total population. However, I feel that in order to broaden the desired tax base, to minimize the avenues to

evade tax, to create a fairly society and to generate more employment opportunities following steps are suggested;

i) Complete details and data of all owners/holders/allottees of the property including residential, commercial and industrial. Cars, club memberships, utilities including residential, commercial and industrial, vehicles, buses, credit cards, investment in fixed deposits, National Savings schemes and Stocks to be prepared on the basis of total information. A complete profile may be generated.

ii) National Tax Number should be made mandatory for purchase/sale/transfer of immovable property, no exemption whatsoever motor vehicle, private club memberships, credit cards, registration with CDC and distribution of profit/markup exceeding statutory taxable limit.

iii) Submission of quarterly statement by the Registrar and housing societies for registration/transfer of immoveable property either industrial, commercial, residential and agriculture. Motor Vehicle registration authorities, clubs memberships, credit card issuing authorities, central depository company and financial institutions distributing profit more than taxable limit under the law.

iv) The exemption under Section 111, sub-Section (4), of the Ordinance to the foreign exchange brought into Pakistan through proper banking channel should only be allowed to those remittances which are invested in the business undertaking.

v) The concept of presumptive taxation be gradually reduced and only the real income to be taxed.

2. Withholding Tax at commercial import stage which was reduced to 2% last year has been enhanced by 100% this year and proposed to levy 4% which would be source of inflation and under invoicing as such this needs serious thought and recommendation that withholding tax rate be kept around 2%.

3. Export financing facility to exporters be allowed at maximum of 5% as against present rate of borrowing at 8% which made the country uncompetitive in the world market due to high cost of doing business. Similarly borrowing to other sectors be provided at maximum rate of 12%.

4. Sir, maximum incentives be allowed to exporters to increase the export of the country which would on the one hand increase foreign reserves and on the other hand reduce the tax deficit. It is important to note that our neighbouring country India is exporting only in Information technology area is more than double of our total country export which is a matter of great concern.

5. Share business, service sector, property income be brought into tax net as these areas are undocumented and great source of parallel economy.

6. Sales Tax rate of 16% and Federal Excise Duty rate of 1% be merged under head to reduce unnecessary paper work. Further the rate of Sales Tax be gradually reduced and brought it to 12% as high rate of Sales Tax promote the tax evasion culture in the country.

7. Industries be provided all basic amenities at low cost as high cost of doing business is one of the cause of the inflation.

8. Agriculture income be brought under tax net to put the parity, justice for all the segments of society.

9. Minimum wage of the labourers may be increased to Rs.8000/- per month.

Mr. Chairman, above are my recommendations which I think if implemented, there would be a boost in the economy of the country and gear up industrial growth. While concluding Mr. Chairman, let us pledge that we all would not leave any stone unturned for the betterment of the country and we shall make our beloved country Pakistan a better place to live for our present and future generation. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you. گل محمد لاٹ صاحب۔ آپ کی تقریر کے دوران مجھے ایک خاتون سینیٹر نے اشارے کیے۔ خیر کے اشارے تھے کہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔ بہت زیادہ points تھے۔ اس میں تو حنا ربانی کھر سے بھی زیادہ points تھے۔ Anyway بسم اللہ ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ next time, we will keep on improving. I also learnt it that way. فوج میں جب پہلی مرتبہ وہ presentation میں کھڑا کرتے ہیں تو ٹانگیں بھی کانپ رہی ہوتی ہیں اور چار پلاٹون کمانڈر نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ ابھی میں National Assembly میں گیا تھا، میں نے کہا کہ پانچ بجے کا وقت رکھا ہے، جب تک آپ اکٹھے ہوں، آج موسم تو عاشقانہ تھا لیکن پھر بھی کچھ لوگ لسی پی کر سو گئے تھے۔ میں نے آدھا گھنٹہ چوہدری نثار صاحب کی تقریر سنی، بہت اچھی تقریر جاری تھی

لیکن جب اطلاع آئی کہ سینیٹرز کے دس نمبر پورے ہو گئے ہیں تو میں اس طرف چل پڑا کہ ممبران House میں پہنچ گئے ہیں۔ Senator Haroon Khan, please take the floor. حسیب خان صاحب، آپ ان کے بعد ہیں۔

Senator Haroon Khan: Mr. Chairman, I will take a few minutes. بہرکیف میں as a whole ساری economy کے بارے میں بات کروں گا and I do have a number of points.

Mr. Acting Chairman: We expect the solid because you are a technocrat and you understand the things and business specially.

سینیٹر ہارون خان: جناب چیئرمین! ایک مسئلہ ہوتا ہے کہ Economics is not a general subject, it is a technical subject and it involves a lot of numbers. All along, I will try to present economics in a simple language because most of my colleagues are not economists. So I will try my best to prove my point as I go along. میں نے بہت کوشش کی ہے کہ figures کا کم استعمال ہو لیکن figures کے بغیر there is no economics.

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں figures کے بغیر تو۔۔۔ ہر چیز کا figure دیکھا جاتا ہے I am 42 in the chest, 44 in the stomach. Please carry on.

Senator Haroon Khan: Mr. Chairman, I will only touch on the main economic indicators. Basically

جب budget present ہوتا ہے تو وہ بہت اچھا لگتا ہے اور اس وقت budget کے بارے میں بہت زیادہ بات کرنا، نامناسب ہو گا کیونکہ ہم 6 مہینے، 9 مہینے یا 10 مہینے بعد بتا سکیں گے کہ حکومت نے اس بجٹ کے مطابق کیسے performance کی ہے تو the best thing at this point in time for us would be to see کہ last year حکومت نے اپنے بجٹ میں کیا present کیا، کیا projections دیں اور what they did finally end off with. Now, let me tell you Mr. Chairman, before I go ahead with the economic indicators all and all the performance of the Government on the economic front has been very dismal and I would like to prove that through facts and figures. سب سے major جو item ہے that is the GDP which most of us know where it is the Grass Domestic Product. اب آپ یہ دیکھیں کہ 2007-08 جو ایک سال گزر گیا، ہماری یہ 2007-08 growth میں 7% سے نیچے آئی تھی، 5.8% پر آئی تھی، ایک سال پہلے تک ساری economy 5.8% per year کے حساب سے grow کر رہی تھی۔ حکومت نے پچھلے بجٹ میں کہا کہ ہم 5.5% پر grow کریں گے، اب انہوں نے یہ کہا کہ نہیں یہ ہماری projection غلط ہو گئی تھی، ہم نے actually 2% پر grow کیا ہے، they told us last year, they will grow at 5.5%, they end it up growing

وہ at 2%, the problem is that even this 2% figure has become very doubtful.
اس طرح ہے کہ 10 مہینے گزرنے کے بعد جب انہوں نے 2007–08 کا 5.8% figure announce کر دیا تو وہ کہتے
ہیں کہ وہ 5.8% figure نہیں تھا، یہ 4.1% ہے، 1.7% of the entire economy سے نکال دیا کہ یہ error
ہو گئی ہے، یہ 225 ارب روپے ہیں this amounts 225 billion rupees. Error عموماً ہوتی ہے yes جب
آپ budget present کرتے ہیں، آپ کے 11 مہینے کے figures آ چکے ہوتے ہیں، آپ بارہویں مہینے کا figure
estimate کرتے ہیں اور آپ نے آج تک پاکستان میں adjustment کی ہے، وہ .2% یا maximum .3% کی اوپر یا
نیچے کی ہے، 1.7% کی نہیں کی۔ So, this is cause of great concern for me because if
you take that 1% out, if you think that 2007–08 was 5.8% growth, tell me
almost has no growth this year. میں آپ کو example دیتا ہوں کہ جو Economist Magazine
ہے، اس کا Economic Intelligence Unit ہے، اس نے جو calculation کی ہے، it is on record آپ
latest economist کا issue پڑھ لیں، اس نے کہا ہے کہ پاکستان کی GDP growth اس سال minus 1% ہوئی
ہے that means that our economy actually shrank, it came down, it became
less, اگر آپ dollar terms میں دیکھتے ہیں تو آپ کی economy actually 2.5% negative ہوئی ہے
کیونکہ 2007–08 165 billion dollar میں تھی اور اس سال 161 billion dollar ہے۔ So, our all
practical purposes what I am saying Mr. Chairman is that our economy
shrank, ہماری growth کوئی نہیں ہوئی، ہماری negative growth ہوئی ہے، at best 0% ہوئی ہے۔ This
is great disaster for the country because اس کے اندر ہم 5% سے نیچے آئے ہیں that
GDP means that سے آپ کے 500 ارب روپے نکل گئے ہیں، 500 ارب روپے and you can
imagine کہ اس سے کتنی jobs ضائع ہوئی ہیں، کتنے کارخانے بند ہوئے ہیں، کتنی poverty آئی ہے تو this is
the main figure which concerns me.

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے بہت سنا کہ دنیا میں حالات بڑے خراب تھے تو ذرا دیکھیں کہ ہمارے ارد گرد
کیا ہو رہا تھا، ان سب حالات کے باوجود China grew at 6.5% plus, India grew at plus 5% دنیا
میں جو سارا recession تھا، سارا economic slum جو تھا، وہ India and China میں تھا اور یہ تو اس سال کا
figure ہو گیا۔ اس میں سے جو GDP ہے، آپ دیکھیئے کہ ایک بڑا important engine of employment
ہے that is the manufacturing sector, یہ جو over all industrial production ہے، یہ آپ کی
minus 3.3% رہی ہے، کم ہوئی ہے اور جو large scale manufacturing ہے، بڑے بڑے کارخانے ہیں، یہ
تقریباً 8% minus ہیں، minus ہوئے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے جب یہ minus ہوتے ہیں، اس مطلب ہے کہ
کارخانے بند ہوئے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو jobs سے فارغ کیا گیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے کہ گھروں
میں unemployed youth بیٹھی ہوئی ہے اور کمانے والا کوئی نہیں ہے، اس کا کیا مطلب ہے کہ poverty which

اب Government failed this year. بڑھی ہے، یہ ایک main چیز ہے کہ is bottom line, poverty
کہتے ہیں کہ اگلے سال GDP growth 3.3% ہے، آپ نے target کی ہے، اس میں تین main sections ہوتے
ہیں، ایک agriculture, ایک services, اور ایک industry کا ہوتے ہیں۔ اب agriculture this year جس
نے آپ کو save کیا ہے، it grew at 4.7% so آپ کا base بہت high لگ گیا ہے اور وہ اس لیے grow کیا ہے
کہ آپ نے wheat کی price بڑھائی اور ہر کسی نے wheat لگائی اور بارشیں صحیح time پر ہوئیں and nature has
been good to us تو وہ بڑھ گیا۔ اب یہی expect کرنا کہ اگلے سال بھی تقریباً grow 3.8% کرے گا تو ہمارا
GDP اس level پر پہنچے گا جو projected ہے تو یہ کہنا کہ اس سال بھی 4.7% ہوا ہے اور اگلے سال بھی wheat اسی تیزی
سے بڑھے گی اور crops بڑھیں گی اور بارش بھی اچھی ہو گی اور frost نہیں لگے گی، this is too much too
many ifs and buts on that so, I think this 3.3 figure is doubtful. My second
concern is کہ manufacturing پر ہمارا اگلے سال estimate ہے کہ ہم 7.7% minus سے ایک دم 1.8% پر
grow کریں گے، plus ہو جائیں گے. 1.8% but مجھے صرف یہ سمجھ نہیں آتی کہ Prime Minister صاحب نے
اپنے بجٹ میں یہ announce کرایا ہے کہ this year 2009–10 has been designated as the
revival of the industrial sector year اگر ہم نے اتنا بڑا industry focus میں رکھا ہے تو ہم صرف
plus 1.8% میں بات کر رہے ہیں اور وہ اس لیے بات کر رہے ہیں کہ ہم نے revival کے لیے year designate
کر دیا ہے but ہم نے کوئی steps نہیں لیے which leave me to believe کہ یہ revival of industrial
sector ہو گی۔ So, I have a problem with that, enough with the GDP. Second
economic indicator inflation ہوتا ہے۔ میں آپ کو تھوڑا سا بتا دوں کہ 2007–08 میں ہم 12%
average end ہوئے تھے، پچھلے سال جب budget present ہوا تو Government نے کہا کہ ہم 12%
average کریں گے، یہ سال جو گزرا ہے، you know what we ended off with average of
22% جس کے اندر food inflation 27% ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ بڑے exogenous factors تھے، oil
prices بڑھ گئیں، food commodity prices بڑھ گئیں but let see what was happening
around us, India میں inflation in spite of all that was still at 5.9% ہماری 22% ہے اور
ان کی 5.9% ہے۔ China کی growth پہلے سے کم ہوئی but اس کی وجہ سے ان کی inflation minus ہو گئی، مطلب
ہے، deflation ہو گئی۔ اب یہ عجیب سا concept ہے جو پاکستان میں ہوا، دنیا میں بہت کم دیکھا گیا ہے اور بڑا خطرناک
concept ہے کہ inflation بڑھتی گئی، 22% پر ہوئی اور growth almost zero ہوئی،
this is called tax–flation, this is worst thing that happened to your economy. So, our economic managers should wake up and look at the situation and the steps that I have seen in the budget that do not convince me that the situation is going to turn around.

Exports کی بات کر لیتے ہیں جو ہر کوئی سمجھتا ہے کہ economic indicator ہے، پچھلے سال بجٹ میں انہوں نے کہا کہ ہماری 16% exports سے grow کریں گی کیوں اس لیے کہ ہمارا روپیہ 35% devalue کیا تھا جس کی وجہ سے دنیا میں ہماری چیزیں سستی ہو جائیں گی اور اس لیے ہماری exports بڑھیں گی۔ Mr. Chairman, I need your attention because you will be surprised ہم نے 16% grow کرنا تھا we end it up with minus 5% ہماری exports گر گئی ہیں، minus پر آ گئی ہیں اور اگلے سال کی کیا predictions ہیں، ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ year is of economic revival, industrial revival ہم نے minus 5% export میں growth لے کر اب ہم کہہ رہے ہیں کہ اگلے سال پھر 3 minus ہو گا because we are not taking any steps, so our total dependence is from the IMF, is from the friends of democratic Pakistan, is from some other external help world back in all that we are not doing enough to stand on our own feet. ہم نے اس دفعہ کوئی steps نہیں لیے، آپ دیکھ لیں کہ ہمارے ارد گرد کیا ہوا، ہماری exports minus 5% grow ہوئیں، China exports grew at 15% and in spite of all this doom and gloom India exports grew at 15%, there is something wrong with us, there is something wrong with the policies.

Revenue collection کی بات کر لیں، ایک اور major indicator ہوتا ہے کہ ہم نے کتنا پیسہ select کیا ہے۔ Last year's budget we were told that there were good collect, 1250 billion rupees, during the year they said کیونکہ inflation بہت زیادہ ہے اور روپیہ devalue کر گیا ہے، لہذا ہماری collections بڑھ جائیں اور انہوں نے اپنا target 1250 ارب سے 1350 ارب کر دیا ہے، we will be lucky if we end up with 1175 billion rupees مطلب we targeted 1250, during the year we said, we are going to collect 1350, we ended up 1175 billion. Another major factor is total debt. یہ بڑا important factor ہے، آپ جتنا borrow کیے جائیں، آگے اتنا ہی interest pay کرنا پڑے گا، fiscal space narrow ہوتی جائے گی۔ اخباروں میں دیکھیں بہت debt figures آتے ہیں، کوئی کہتا ہے trillion کوئی کہتا ہے billion، میں نے اس کو dollar میں convert کر کے figure آپ کو بتایا ہے کہ 30 جون 2008 میں اس ملک کا debt 74 billion dollar تھا، 31 مارچ 2009 میں in months, we have gone up to 91 billion dollars جس میں 51 billion dollar is external and 40 billion dollars is domestic. So, what has happened, in nine months our debt has gone up by 17 billion dollars, in nine months that debt increased by 23%. Now look what's happening, the GDP growth by 2% and I think by zero and debt goes up by 23% in dollar terms. So, where are we heading. The fiscal space is being squeezed, we will not be

defence ،ہم اپنے خرچ کرتے جائیں گے left with any money to spend on development. pay کریں گے، interest and loan pay کریں گے اور باقی ہمارے پاس خرچ کرنے کے لیے پیسہ کوئی نہ رہے گا۔ So, this situation should be taken care of immediately.

ایک اور factor میں آپ کو بتاؤں کہ پچھلے دو سالوں میں ہمارا total debt 2454 billion rupees increase ہوا ہے۔ پچھلے جو آٹھ سال گورنمنٹ رہی تھی اس میں 1800 ارب روپیہ debt increase ہوا تھا، ابھی پچھلے دو سالوں میں 2450 ارب روپے debt increase ہوا ہے۔

Let's look at another factor, foreign investment. پچھلے سال 3.9 dollars billion تھی، اس سال بھی 77% minus ended up with 2.2 billion dollars, یہ down 77% گئی ہے۔ Let's look at per capita income, 2007,2008 میں 1085 dollars تھی now we ended up with 1046 dollars تقریباً 4% نیچے گری ہے۔

دو چیزیں ٹھیک ہوئی ہیں but we paid it very heavy price to do that ایک آپ کا fiscal deficit, the government targeted for it to come down at 4.7%, we ended up with 4.3%, that is an achievement. Current account deficit کہ fiscal deficit targeted at 7.2%, we came down to 5.3%. However, let see کم کیسے ہوا۔ گورنمنٹ نے کہا تھا کہ ہم revenues بڑھا دیں گے اور جو اپنا expenditure ہے وہ nondevelopment expenditure کم کریں گے، revenue تو ہمارا بڑھا نہیں بلکہ جتنا target تھا اس سے کم ہوا، ہم نے expenditure کم کیا ہے مگر nondevelopment کم نہیں کیا لیکن development expenditure کم کیا ہے۔ We slashed 140 billion rupees from the PSDP, 125 main projects have been removed from the PSDP and 432 are facing implementation delays. ابھی جو 621 ارب روپیہ 2009-10 کا PSDP announce کیا ہے۔ Mr. Chairman, you will be surprised کہ نئے projects کے لیے صرف 70,80 ارب روپے ہیں باقی سارے پرانے projects جن کو پچھلے سال funding and financing ملنی چاہیے تھی وہ نہیں ملی، وہ role over کر رہے ہیں۔ So, 70 to 80 billion rupees in the current PSDP is for the new projects.

اسی طرح current account deficit کم ہوا ہے اور current account deficit میں دو main چیزیں ہوتی ہیں، ایک trade deficit اور جو remittances آ رہی ہوتی ہیں۔ ہمارا trade deficit کم ہوا ہے، ٹھیک ہے that's an achievement by the Government لیکن وہ 80% اس لیے کم ہوا ہے کہ oil prices 147 dollars per barrel سے 45 dollars پر آئیں اور اب تقریباً 70 dollars پر fluctuate کر رہی ہیں اور دوسرا آپ کی remittances بڑھ رہی ہیں، I think it is a great achievement by the Government لیکن کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جو remittances ایک دم سے زیادہ آئی ہیں وہ اس لیے آئی ہیں کہ باہر

کے ملکوں میں جب recession آیا ہے اور لوگوں نے اپنے jobs loose کیے ہیں تو وہ پاکستان آنے سے پہلے انہوں نے پیسہ ایک دم سے saving بھیجا ہے تو I hope this is sustainable, I hope these foreign remittances remain at a level of about 7.5 billion dollars.

جناب قائم مقام چیئرمین: رحمٰن ملک کا counter حوالہ system تو نہیں ہے، کوئی achievement تو اس نے کی ہے۔

Senator Haroon Khan: Yes, yes, I am giving them credit, I hope this is sustainable.

ایک اور ہے poverty reduction, اس پر گورنمنٹ نے بڑی emphasis دی تھیں۔ اس گورنمنٹ کا basic motto غریب آدمی کے لیے ہے، روٹی کپڑا اور مکان۔ Poverty reduction کے بہت سارے figures آتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ فلاں figure ہے لیکن World Bank نے finally ascertain کیے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب پچھلی گورنمنٹ آئی تھی تو اس وقت poverty کا 34% accepted level تھا، جب وہ چھوڑ کر گئی تو 17% پر آ گئی تھی اور آج انہی terms پر جس کو ہم define 17% and 34% کر رہے ہیں، آج ہم 30% پر کھڑے ہو گئے ہیں، ہم ڈیڑھ سال میں 17% سے 30% پر آ گئے ہیں۔ Now this increase in poverty has been result of the devaluation of Pakistani rupee, massive inflation, record lower industrial production, raising unemployment and a 50% evaporation of the saving in power of a rupee. ان وجوہات سے غریب آدمی سب سے زیادہ hit ہوا ہے اور انہی وجوہات کی بنا پر ہم poverty پر 17% سے 30% تک آئے ہیں in a matter of one and a half year. Stock markets have crashed. یہ ہر کسی کو پتا ہے آج سے سوا سال پہلے index 16000 تھا اور آج 7000 پر ہے what does it mean in monetary terms. 30 billion dollars have been lost in the process. جب یہ لوگ 240 ارب روپیہ loose کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اتنی ہی کم spending ہو گی، اتنے ہی کم کارخانے لگیں گے، اتنی ہی کم jobs create ہوں گی۔ So, it is an important factor. Real estate prices have come down, people have lost billions of rupees.

Another factor nonperforming loan, which means that companies and businesses which are not doing well, they can't pay back their loans. You will be surprised, they gone up by 30%

72 ارب روپیہ nonperforming loans میں add ہوا ہے۔ One indicator which is very concerning again is the net private sector credit کہ private sector کتنا borrow کر رہا ہے۔ 31 مئی 2009 کو جو total private sector credit out stand کر رہا تھا that is 14 billion, I give you an example last year this time, this figure was 384 billion. پچھلے سال

مئی کے end میں private sector نے اس وقت 384 billion borrow کیا ہوا تھا اور آج 14 billion ہے۔ Now this includes the long term loans and the short term loans. صرف 14 billion outstand کر رہا ہے تو نئے projects کون سے لگ رہے ہیں، projects میں expansion کون سی ہو رہی ہے اور یہ جو power project کی بات کر رہے ہیں کہ 4 ہزار میگاواٹ add ہوں گے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ 4 ہزار میگاواٹ means 4 billion dollars, 4 billion dollars means 320 billion rupees تو اگر 14 ارب net credit ہو رہا ہے تو یہ projects کب لگیں گے and I do not understand another thing that with such a low private sector credit level, how do we think that this is the year for industrial revival? What steps have we taken to encourage the private sector to go and start borrowing and put their money in industries, in new industries that are expending. We have not done anything.

Mr. Chairman, no cogent energy policy has come up so far to reduce our reliance on oil, still our energy makes such that we still are dependent on oil and 50% of energy comes from oil. I hear a lot of talk on *Thar* coal hydal, solar, wind and another alternate energy sources but very little action is seen. Energy prices in Pakistan will keep on rising. Why, because the rental power projects
جو ابھی line پر آ رہے ہیں they are being signed at a very high tariff on 14 cent, وہ جو آپ کا سارا tariff when they come on line. Who is going to pay for them? structure ہے اس کو اور زیادہ مہنگا کریں گے اور اب ہم power کی subsidy واپس لے رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا consumer کو دینا پڑے گا because and we are heading in a wrong direction یہ آپ کی cost of production بڑھاتی ہے۔

Not enough is being done to ease massive natural gas shortages. I don't see any progress on the liquefied nitrogen gas, these are alternatives.

ایہ I don't see progress on the liquefied nitrogen gas these are alternative I don't see any progress on that. Turkmanistan, Afghanistan, ایک پراجیکٹ تھا Pakistan, India pipeline TAPI کہلاتی ہے there is no progress on that. Nothing has been done to reduce the LPG prices which is in the hand of one monopolistic group, everybody knows that but nobody does anything. Lets

look our monetary policy, we increased interest rates by about 5 to 7% in one year. This hindered the industrial growth which is the real engine for job creation. High interest rates have severely increased cost of production for the industrial sector and for the farmer. یہ فارمر جب زرعی ترقیاتی بینک جاتا ہے اس کی interest cost ہے وہ بھی بہت بڑھ گئی ہے اور وہ پھر pass on کرتا ہے اس لیے پھر وہ شور مچاتا ہے، پھر آپ کو wheat کی قیمت بڑھانی پڑتی ہے 60% تک۔ آپ کو گنے کی قیمت بڑھانی پڑتی ہے because اس کی major inputs جو ہے وہ بڑھتی جا رہی ہیں Gas prices have increased by about 70%. In the rest of the world the prices of the petroleum and petroleum products have dramatically come down, here it have consistently gone up, transport fairs have gone up, Railway and Air fairs have gone up. Pakistan’s power prices Mr. Chairman, are now the highest in the region and still going up. The irony is inspite of these monumental increases, WAPDA and KESC are still bleeding. Another factor which should interest my colleagues, PIA کا accumulated جو خسارہ تھا ایک سال پہلے وہ 38 billion rupees تھا۔ آج وہ خسارہ 72 billion ہو گیا ہے۔ ایک سال میں ہم نے 34 بلین روپیہ پی آئی اے میں loose کیا ہے۔ جب ہم باہر جاتے ہیں private sector سے money borrowing کرنے کے لیے اس کو کہتے ہیں risk premium or international loan جناب چیئرمین! آج سے دو سال پہلے یہ risk premium 2% ہوا کرتا تھا پاکستان میں کوئی پیسہ لگاتا تھا وہ کہتا تھا میرا rate 2% ہے تو وہ interest rate پر 2% اضافہ کرتا تھا Mr. Chairman, you will be surprised to know that آج وہ risk premium 22% ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر سے پاکستان کے لیے پیسہ مانگنے جائیں دس فیصد interest rate ہے تو وہ 22% اس کے اوپر چارج کریں گے that the risk that is perceived, exists in Pakistan. Pakistan’s ranking in competitiveness has gone down from No.82 to 101 in one year. Pakistan’s ranking in most corrupt countries has gone up several notches. An other important thing I don’t see any marked improvement in agriculture yields. This is one sector that we have to look very seriously upon because یہ ہماری جب تک yields ٹھیک نہیں ہوں گی تب تک ہماری agriculture commodities سستی نہیں ہو سکتیں۔ جناب چیئرمین! ایک ڈاکٹر سوہنی کھانجارام یہ این جی او چلاتے ہیں ان کی میں statement آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔ He says that with the rise in food prices suicide rates have gone up in rural areas and he is working in Tharparkar and he says the situation there is alarming and this is an SOS. He said people were pulling their children out of schools in many areas as they could not afford to educate and feed them, at the same time وہ کہتے ہیں یا ہم کھانا کھلا سکتے ہیں ان کو یا پڑھا

سکتے ہیں دونوں چیزیں نہیں کر سکتے۔ There is an other report which I read Mr. Chairman! which says that this scavengers, these are kids یہ جو garbage سے کھانا اٹھاتے ہیں look into food in the garbage dumps has risen substantially. There is an other survey of 1732 people living in rural as well as urban areas it says that 32% Pakistanis have simply cut down on their food intake because of rising prices. These are all desisting I have recorded these figures یہ تو ایک حصہ ہو گیا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ تو ہماری economy کی situation ہو گئی ایک سال میں دنیا میں recession تھا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دنیا نے کیا کیا اور ہم نے کیا کیا۔ Why are we in this position? USA, UK, Germany, France, Spain, Italy, Brazil, Canada, Japan, China, India South Korea, Malaysia, Indonesia, Singapore, and so on and so called all massively reduced interest rates bringing down in most cases to near zero level. Where as we have increased interest rates to an extent of private sector borrowing as almost come to a strengthening our GDP growth that is come down from 7% to 2%. Second: All countries massively injected capital into the banking system encouraging them to lend money to businesses and consumers to pick start the economy but none was done here. Major money was pumped into public sector projects to generate employment in most of these countries, we slashed 140 billion from our public sector development bank and even whatever target was left we will spend only 50% of that. In all these countries major tax breaks were announced to give incentive to the private sector, none was given in Pakistan. تو ایک طرف، tax hunting exercise has been started by FBR and I make a very important statement that draconian FBR has reemerged after a five years stint of the friendly FBR. ان کا خیال ہے کہ ڈرا دھمکا کر پیسے نکالیں گے I think یہ پھر دس سال پیچھے چلے گئے۔ ڈرا دھمکا کر پیسے نہیں نکالے جاتے اس طرح لوگ پیسے بناتے ہیں۔ In all these countries substantial grants and guaranties were given for development of financial institutions to encourage them to lend money. While there is no developmental financial institutions in Pakistan, all went bow and curtsy of several.

(اس موقع پر ایوان میں اذان عصر کی آواز سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ہارون خان صاحب۔

Senator Haroon Khan: Mr. Chairman! thank you for your patience and I will take another just five minutes and windup. I was telling you

کہ باقی countries نے کیا کیا اور وہ کیوں اس economic mess سے نکل رہے ہیں اور نکل جائیں گے ایک سال تک اور ہم کیوں نہیں نکلیں گے تو میں نے پانچ چھ چیزیں بتائی ہیں کچھ اور رہ گئی ہیں

big chunks of federal money were used to bail out huge private sector companies from banks to save the job. In Pakistan there is no bail that is provided to a company which is going to break because of our government policy.....

جناب قائم مقام چیئرمین: امریکہ نے GM Motors کو بھی اسی طرح کیا۔

Senator Haroon Khan: General Motors, AIG, City Bank, Bank of America and many of them. There is no honourable exit left for businesses that go to break in fact they are prosecuted, their assets are seized and in some cases they have been put beyond the bars. So let's I will wrap up where I go wrong. Mr. Chairman! it is mind boggling to see how we misunderstood the global slump how unprepared we were! We must realize our mistakes. How unprepared we were, we had to take immediate, cogent and concrete step to reverse the worst, rather we preferred to keep on blaming the previous government. I think, when the government stuck to realize that it was a global phenomena which had very little concern with the previous regime, it started running around for help which was not available at that time. Ultimately we landed in the lap of IMF. It had taken Mr. Chairman! several years to get out of the shackles of these Britain ruled stations.

The programme dictated by IMF was totally out of line, a recipe for disaster, this is what happened to Pakistan. The IMF forced the government to increase interest rate, slash public sector development, increase taxes, increase gas rate, increase power tariff, increase petrol prices which finally brought down the GDP to a declared 2% and a doubtful probably 0% which is an abysmally low level. This all has been done at the cost of increasing poverty, massive unemployment, record low industrial production, plant shut down and rising inflation.

So what is my bottom line? While the rest of the world went backward to stimulate and revive the economy, we did our best to put our economic growth to a standstill, while the rest of the world tried hard to get out of the recession, we tried hard to get into one. We failed to realize why am I saying that Mr. Chairman, we failed to realize that the uncontrollable inflation

جس کو کنٹرول کرنے کے لئے ہم نے اتنی tight monetary policy بنائی تھی it was not due to
uncontrollable demand. It was due to the following factors. آپ نے rupee 35%
devalue کیا، tax inflationary آپ نے petrol prices بڑھائیں، tax inflationary آپ نے gas
prices بڑھائیں، Railway fares بڑھائے۔ Power tariff بڑھائے tax inflationary. آپ نے
minimum wages 35% بڑھائے، tax inflationary آپ نے wheat price بڑھائی 50% ایک سال
میں اور دو سال میں دیکھیں تو 120%. Tax inflationary آپ نے گنے کی قیمت بڑھائی اور نومبر ۲۰، ۲۰۰۸
سٹیٹ بنک سے borrow massively کرتے رہے۔ Economic terms میں کیا ہوا؟ We failed to
realize that it was not a demand pull inflation, it was a cost push inflation.
یہ تو میرا economic review ہوا۔ Criticize Now what should we have done? کرنا تو بڑا
آسان ہے۔ ایک منٹ میں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔

We should have controlled the economy through a mixture of monetary and fiscal policy initiative and could have easily come up with a home grown remedy.

میں آپ کو بتاتا ہوں یہ میں کیوں کہہ رہا ہوں؟ آپ کو یاد ہوگا, Mr. Chairman کہ اس سال اپریل میں in fact
G-20 April, 2009 2nd بیٹھے تھے، لندن میں ملے تھے اور انہوں نے بہت declarations کی تھیں۔ ان میں
سے دو important declarations which are relevant to what I am saying and
these G-20 are the large economies اور یہی آئی ایم ایف کو بھی fund کرتی ہیں۔ اپنے
countries کے بارے میں انہوں نے یہ کہا:

The first declaration; they said we are undertaking and unprecedented a concerted fiscal expansion which will save or create millions of jobs by the end of next year amounting to 5 trillion dollars. The second declaration reads, our Central Banks have also taken exceptional action, interest rates have been cut aggressively, and our Central Bank have pledged to maintain expansioning policies for as long as needed. This is exactly the opposite of what IMF dictated Pakistan to do, that is where we went wrong.

Now my conclusion and I say this from my heart. I feel that this soaring inflation and rising joblessness pose an alarming security threat in this country. Hundred million out of 160 million people in our country are under the age of 25. Over 30% of our population now live below the poverty line. I feel that any growth in the GDP lower than 5% will enlarge the pool of potential militant in this country. Mr. Chairman, the clock is ticking and time is running out and the task ahead is daunting. I still do not see any substantial concrete or sustainable measures announced by the government to turn around the economy. If our economy falters I think we are in great trouble. Our ability to purchase is already falling and we see the withered leaves of the industrial enterprise, everywhere plants shut down, unemployed people.

A lot of people have lost their jobs and a lot of them faced the grim problem of merely existing. I personally think that we should concentrate on one thing and that is the greatest task of this government to put our people back to work, create jobs for them and use the private sectors to do that because the government is getting out of job creation. Until and unless we do that our poverty and this economic revival is not going to take place. We should now realize Mr. Chairman, that as we have never realized before that we have all to sacrify towards them. We all have to give towards them. No government can do this all alone as, without such sacrifies across the board. I believe no great progress can be made in the current circumstances.

And, I, now Mr. Chairman, in my last minute I will get out of the economic plant and I will give you a personal thing which today I feel very strongly. Mr. Chairman, when I was born in this country and I opened my eyes and as I was growing up, I was wondering, one day what was Pakistan at that time? How did I see Pakistan when I was growing up and I saw a peaceful Pakistan when I was growing up. I saw a Pakistan which had valued for human life and I saw a Pakistan that was more disciplined and people used to obey the law. You would remember Mr. Chairman,

ایک زمانے میں تانگوں میں لالٹین ہوا کرتی تھی۔ سائیکل میں light ڈائنمو سے چلتی تھی

Because people were fearful of the police. I saw a Pakistan which was being industrialized and leading in the right direction. I saw a Pakistan

whose economy was a role model, if you remember South Korea used to come and study our five years model, so we were an example for a country like South Korea which is a large economy today and we were doing something right. I also saw students coming to our universities from all across the Middle East and South East Asia, I do not see anybody now.

I also saw that PIA was training airlines like Emirates and Singapore. These are the world leaders today and look where we stand today. I saw a Pakistan where we could go to places without a cover of gun man. I saw a Pakistan where we could move freely without the fear of bomb blast and suicide bombers and I saw a Pakistan with dams were being built and we had adequate water resources. As I was growing up I also saw a Pakistan where the canal distribution system was considered to be one of the best in the world and I saw a Pakistan where there were no brutal killings as we see today and I saw a Pakistan where people were not slaughtered like animals as we see today and I saw a Pakistan where parents would not worry when they sent their children to schools and the children would not worry when their parents leave home. Mr. Chairman, it makes me wonder what has happened to my Pakistan and I wish, if only I can get my all Pakistan back. Thank you.

Mr. Acting Chairman: We all carry the same feelings. When we come down to the Parliament House and we cross through the red zone, you can understand Pakistan has changed.

یہی ہے نا۔یہی تو ہم آپ کی تقریر میں سننا چاہیں گے۔ عبدالحسیب خان please take the floor.

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! تمام اراکین سینیٹ سے معذرت کے ساتھ کیونکہ میں حالات کا اگر صحیح تجزیہ کروں گا تو شاید بات آگے بڑھ جائے۔ ۱۸ فروری کو حکومت آئی۔ پاکستان کے عوام نے بھرپور mandate دیا اور ۱۸ فروری کے بعد جو کچھ بھی ہوا وہ دنیا نے بھی دیکھا اور پاکستان کے لوگوں نے بھی دیکھا کہ ہمارا پہلا بجٹ کس طرح آیا؟ بجٹ کی اہمیت کا اندازہ آپ کو مجھ سے زیادہ ہے یہ دیکھیں کہ ہمارا ہاؤس بجٹ پر ایک important بات کر رہا ہے اور جو ہاؤس کی attendance ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم بجٹ کے حوالے سے کتنے serious ہیں اور ہم اس کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اتنے خراب حالات میں جو ہمیں اس وقت درپیش ہیں حکومت نے جو ہمیں بجٹ دیا ہے اس کے لیے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن حکومت میں شامل ہونے کے باوجود جو سوالات میرے ذہن میں ہیں ان کو

آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کی روشنی میں کچھ حل پیش کر سکوں اور ہم کس طرح بہتری لاسکتے ہیں۔ان کا تجزیہ کرنا بہت ضروری ہے۔ میرا تعلق 35 سال سے industry سے ہے۔ مختلف forum پر Association کے چیئرمین کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ میں economy اور مزدور کی اہمیت سے واقف ہوں۔ میں ان 35 سالوں میں حکومت کے ہر بجٹ سے گزر چکا ہوں، چاہے وہ بجٹ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے بنایا ہو، پیپلز پارٹی نے بنایا ہو، یا مسلم لیگ (ن) نے بنایا ہو، میں ان تمام budgets کو بھگت چکا ہوں اس لیے مجھے اس بات کا experience ہے کہ جب اسلام آباد سے جوتا چلتا ہے تو مجھے اس کا پتا ہوتا ہے کہ اس جوتے کا size کیا ہو گا۔ میرے اس تجربے کی روشنی میں کچھ سوالات ہیں۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بجٹ جو پیش کیا گیا یہ غریب اور متوسط طبقے کے لیے بنایا گیا ہے؟ کیا ان کی تمام ضروریات کو مدنظر رکھ کر یہ بجٹ بنایا گیا ہے؟ نمبر ۲ انڈسٹری، کیا یہ سوچا گیا ہے کہ انڈسٹری نے جو پچھلے سال 3.3 % negative growth دی تھی وہ کیوں دی تھی؟ کیا اس کے عوامل کا پتا ہے کہ وہ کیوں ہوئی ہے۔ ہماری export اتنی کم کیوں ہوئی؟ ہماری production کم کیوں ہوئی؟ ہماری industries بند کیوں ہوئیں؟ ہمارے مزدور بے روزگار کیوں ہوئے؟ یقینی طور پر اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہو گی جس کی بنیاد پر ہمارا negative growth آیا کیا اس کو consider کیا گیا؟ میں industrialist ہونے کی حیثیت سے اس کا حل بتاؤں گا کہ اس کی growth کس طرح بہتر ہو سکتی ہے۔ تیسرا سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت نے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے یہ بجٹ بنایا ہے؟ کیا حکومت نے اپنے non productive expenses جو مجھے بجٹ میں نظر نہیں آئے اس میں کمی کی ہے؟ کیا انہوں نے اپنے خرچوں میں کمی کی ہے؟

اس کے بعد agriculture tax ہے۔62 سال سے ہر حکومت یہ امید لگا کر بیٹھتی ہے کہ شاید اس بارے کچھ ہو گا لیکن agriculture کو بالکل چھوڑ دیا گیا جب کہ آپ کا mission statement ہے کہ اس سال ہم نے agriculture اور industry کو focus کیا ہے کیونکہ ہمارے یہ دو بڑے pillars ہیں جو economy کو boost دے سکتے ہیں۔ یہ آپ کا mission statement ہے کیا اس کی روشنی میں آپ نے agriculture کو on tax لیا ہے، آپ نے نہیں لیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا جو mission ہے اس میں شاید ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! افسوس کی بات یہ ہے کہ جو tax collect ہو رہا ہے، وہ خاص لوگ دے رہے ہیں۔ جناب! کوئی ایک ملین، ڈیڑھ ملین کے درمیان میں لوگ ہیں جو ٹیکس دے رہے ہیں، ہم انہی کا خون چوس چوس کر ٹیکس جمع کرتے ہیں لیکن کیا آپ نے کبھی retailers پر یا traders پر ٹیکس لگایا ہے؟ آپ نے انہیں آزاد چھوڑا ہوا ہے اور آپ ان کو tax net میں بھی لے کر نہیں آئے، یہ ایک بہت بڑا flaw ہے۔ اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ sales tax میں آپ نے پچاس لاکھ روپے کی جو چھوٹ دی تھی، اس میں آپ نے ایک ہی آدمی کو یہ موقع دے دیا کہ وہ پانچ کمپنیاں کھول کر پچاس لاکھ کا benefit لے لے اور ٹیکس نہ دے۔ اس anomaly کو آپ نے آج تک دور نہیں کیا۔

جناب! بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں یہ ضرور دیکھیں کہ جو آپ نے پچاس ارب روپے اس مد کے لیے مختص کیے ہیں، پانچ ملین لوگوں کے لیے، ہمارا جو corrupt نظام ہے اس کی روشنی میں اس بات کو ensure کرنے کی ضرورت ہے کہ جن کے لیے یہ مختص کیے گئے ہیں ان تک پہنچ جائیں۔ بجٹ میں health insurance کی بات بھی کی گئی ہے، میرا تعلق چونکہ انڈسٹری سے ہے اور میرا direct تعلق labour کے ساتھ ہے، آپ نے health insurance دی ہے جب کہ آپ کے پاس hospitals اور ان میں کوئی infrastructure develop نہیں ہے ۔ آپ جب گورنمنٹ hospitals میں جاتے ہیں تو وہاں نہ ڈاکٹر ہوتا ہے ، نہ دوا available ہوتی ہے۔ نہ operation theatres ہوتے ہیں تو پھر Insurance Company کی پرچی لے کر وہ مریض کہاں جائے گا؟ آپ نے health کے لیے جو amount رکھی ہے وہ اتنی ناکافی ہے کہ اس سے آپ اپنے DHQs کو اور Government hospitals کو بہتر نہیں کر سکتے۔ جب آپ ان کو بہتر نہیں کر سکتے تو پھر یہ رقم کہاں جائے گی؟ اس کے بعد جناب چیئرمین! SMEs میں ہماری بہت بڑی labour force involve ہوتی ہے اس پر کسی حکومت نے توجہ نہیں دی اور اس مرتبہ بھی میں نے بجٹ کے اندر کہیں نہیں دیکھا کہ SMEs کے متعلق آپ نے کوئی پیش رفت کی ہے اور ان کو کوئی incentive دیا ہے، اس لیے کہ SMEs کے پاس عقل بھی ہوتی ہے، طاقت بھی ہوتی ہے، ذہن بھی ہوتا ہے، کاریگر بھی ہوتے ہیں، سب کچھ ہوتا ہے لیکن ان کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ اگر آپ ان کو پیسہ دے دیں تو نہ صرف وہ آپ کو profit واپس دیں گے بلکہ ملازمتیں بھی اتنی create ہو جائیں گی کہ میرے خیال میں آپ کا روزگار کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا لیکن SMEs پر آپ نے توجہ بہت کم دی ہے۔

جناب چیئرمین! ان سوالات کی روشنی میں میرے پاس کچھ حل بھی ہیں جس پر اگر حکومت عمل کرے تو شاید کوئی بہتری آ جائے۔ انڈسٹری کے متعلق جو ابھی تک باتیں ہوئی ہیں اس میں mark up discuss ہوا ہے۔ آپ کے ارد گرد کے جو ممالک ہیں ان کو آپ نے دیکھنا چھوڑ دیا، یہاں پر 6%, 5% کی بات ہو رہی ہے، آپ 18% لے رہے ہیں۔ اگر حکومت mark up کو single digit پر نہ لے آئی تو آپ note کیجیے کہ انڈسٹری نہیں چلے گی۔ پچھلی مرتبہ 50% انڈسٹری بند ہو گئی تھی۔ اگر آپ نے mark up برقرار رکھا جس کے متعلق ابھی تک آپ نے کوئی announcement نہیں کی ہے جب کہ وزیر خزانہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اس بار اس کو کم کریں گے ، آپ نے inflation کم کر دیا۔ Inflation کی بات کریں تو یہ 15% ,14% پر آ گیا اور اب وہ 9% پر آ جائے گا۔ 14% پر آنے کے بعد بھی آپ کا mark up rate وہی ہے، mark up کو کم کیے بغیر جناب چیئرمین! انڈسٹری مزید متاثر ہو گی اور لوگ مزید بے روزگار ہوں گے۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ mark up کو فوری طور پر reduce کیا جائے اور اس کو single digit پر لایا جائے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے 10% withholding tax مختلف supplies پر لگایا ہوا ہے۔ اس کا کیا جواز ہے؟ آپ دیکھ رہے ہیں کہ Industry competitive نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ cost of doing business بہت زیادہ ہے اس کو کم کرنے کے لیے آپ کو یہ expenses کم کرنے پڑیں گے۔ اس

withholding tax کو تمام یوٹیلٹی سے withdraw کرنا چاہیے اور نمبر 2 آپ نے جو WHT 2% سے 4% کر دیا ہے یہ again آپ نے ایک زیادتی کی ہے۔ دیکھیں انڈسٹری اس وقت sinking position میں ہے اسے oxygen دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ سانس لے سکے۔ آپ یہ 2% سے 4% کر کے کیا کمانا چاہتے ہیں، میری تجویز ہے کہ 2% کو برقرار رکھا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ باہر کی دنیا کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے fully equipped factories ہونی چاہئیں، آپ نے بجائے اس کو zero tax کرنے کے اس پر بھی ٹیکس لگایا ہوا ہے۔ آپ کو یہ zero tax کرنا چاہیے جس پر نہ sales tax ہو، نہ duty ہو، جب یہ machineries آئیں گی، ان کی production ہو گی، اس کی products جب آپ بیچیں گے تو اس کے مقابلے میں آپ کو بہت زیادہ taxes مل جائیں گے۔ آپ کو one time لینے سے کیا فائدہ ہو گا، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ industry کی machinery کے اوپر چاہے وہ export oriented ہو چاہے وہ local manufactured ہو دونوں پر zero tax duty رکھنی چاہیے۔

تیسری بات، پچھلی حکومت نے ایک بڑا اچھا نظام قائم کیا تھا، بہر حال اچھی بات اچھی ہوتی ہے، ہر بات بری نہیں ہوا کرتی، ہر حکومت کی کوئی نہ کوئی اچھائیاں ہوتی ہیں اور بری باتیں بھی ہوتی ہیں۔ میں انڈسٹری کا آدمی ہوں، انڈسٹری کے لوگ اس CBR کو جو اب FBR ہو گئی، چور کہتے تھے۔ FBR والے انڈسٹری والوں کو چور کہتے تھے۔ آپ کا صرف 400 بلین tax collect ہوتا تھا۔ ایک نظام قائم ہوا، ایک صحیح چیئرمین آیا، اس نے ایک اعتماد کی فضا قائم کی اور اسی سال 1.10 trillion tax آپ نے جمع کیا۔ یہ ایک مثال ہے۔ آپ نے اس نظام کو پھر تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ نے کہا ہے کہ جی آڈٹ کا نظام اب ہم کریں گے اور ہمارے آدمی پھر آئیں گے اور وہ تھانے والا آدمی آئے گا، چاہے وہ اپنی بندوق لے کر آئے، وہ ہمارا آڈٹ کرے گا۔ اس سے گورنمنٹ کو revenue نہیں ملے گا لیکن آپ کے FBR کے ملازمین کے پیٹ اور موٹے ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو computerize کیا جائے۔ آپ اپنے computer کے ذریعے سے نکالیں، computer میں جو آدمی آئے اس کا audit کیا جائے۔

آپ نے sales tax کا نظام اتنا complicated کر دیا ہے، کہیں پر 18% ہے، کہیں پر 15% ہے، کہیں پر 22% ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو sales tax کا ایک نظام رکھنا چاہیے، on all items جب تک کہ آپ اس کو all items پر نہیں لگائیں گے، fully documented نہیں کریں گے، اس میں چوری کا احتمال ہو گا۔ یہ تمام ختم کر کے، صرف ایک sales tax کا نظام قائم کیا جائے جو 10-12% ہو۔

میں agriculture کی بات کر چکا ہوں، یہ میری proposal ہے کہ agriculture پر tax فوری طور لگایا جائے، چاہے وہ آپ 5% لگائیں یا 10% لگائیں لیکن یہ ٹیکس ان کی آمدنی پر لگانا چاہیے۔ یہ ظلم ہے، یہ حکومت اور اس سے پہلے کی ہر حکومت نے اگر agriculture پر sales tax نہیں لگایا تو اس کا مطلب ہو گا کہ اس نے directly عام آدمی کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! growth کے لیے monetary policy بہت اہم ہوتی ہے۔ پچھلی monetary policy کے دوران، میں اس کا حصہ رہا ہوں، میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ کسی طریقے سے State Bank, stakeholders کو confidence میں لے لیکن بغیر ٹیلی فون پر بات کئے ہوئے بھی، monetary policy بنائی جاتی ہے اور پھر وہ ہم پر apply کی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! میرا کہنا یہ ہے کہ ہمیں آپ شامل کریں اس وقت جب آپ monetary policy بنارہے ہوتے ہیں تاکہ اس میں تمام چیزوں کو discuss کرنے کے بعد ایک ایسی policy بنائیں جو آپ enforce بھی کر سکتے ہوں۔

اس کے بعد NFC Award ہے، اس پر بہت بات ہو چکی۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں، NFC Award be applied in just and in true letter & spirit. صوبائی خود مختاری دیے بغیر، آپ کچھ بھی کر لیں NFC Award کی تقسیم منصفانہ نہیں ہو سکتی۔ اگر آج آپ نے صوبوں کو autonomy دے دی تو یہ ملک کے لیے بہتر ہے، کل آپ دیں گے تو دیر ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین! پیٹرول کی بھی عجیب کہانی ہے۔ جب 120 ڈالر ہو جاتا ہے تو اس پر آپ sales tax charge کرتے ہیں، taxes لگاتے ہیں۔ جب 35 ڈالر ہو جاتا ہے تو بھی آپ taxes لگاتے ہیں۔ دیکھیں تمام دنیا میں ایسا نہیں ہوتا ہے، آپ کو چاہیے کہ اس مرتبہ آپ recommend کریں حکومت کو کہ وہ ایک price benchmark کر دیں، say for example 60 dollars تو 60 ڈالر پر وہ ٹیکس collect کیا کریں۔ اگر اس کی price انہوں نے 74 ڈالر بھی دی ہے تو 14 ڈالر کی تو آپ payment کریں لیکن جو ٹیکس لیتے ہیں، وہ صرف 60 ڈالر کے اوپر ان کو لینا چاہیے۔ اگر 100 ہو جاتا ہے تو بھی آپ 60 پر لیں کیونکہ یہ taxes ہیں۔ آپ اس amount پر جو fluctuate کرتی ہے taxes کیوں لے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین! آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنا attitude بدلنا ہوگا۔ ٹیکس کے نظام کو broad based کیے بغیر، آپ ملک میں ترقی نہیں کر سکتے۔ بغیر وقت ضائع کیے تمام لوگ، small cadres سے لے کر انڈسٹری تک، سب کو اپنے tax net میں لے کر آئیے، اپنے خرچے کم کیجیے۔ دیکھیے، خرچوں کا کوئی ذکر نہیں ہو رہا، non-productive expenses کم کیے بغیر آپ اپنے قرضے بڑھالیں گے۔ آپ نے ابھی کہا ہے کہ ہمارے پاس جو short fall آرہا ہے، جو deficit آرہا ہے، آپ کا خرچہ 2800 بلین، آمدنی آپ کی 2100 بلین کے قریب ہے، 722 بلین کا جو deficit ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ جی ہم collect کر لیں گے، friends of Pakistan چار سو ارب دیں گے، انہوں نے اگر نہ دیا، آپ پھر آئی ایم ایف کے پاس جائیں گے اور قرضہ لیں گے۔ اس لیے خدارا! کم از کم non-productive expenses پر فوری طور پر توجہ دیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حسیب خان صاحب! شکریہ۔ یہ جو pre-budget meetings ہو رہی تھیں، آپ لوگوں کو انہوں نے invite کیا تھا صلاح مشورے کے لیے؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: نہیں جناب! ہمیں کسی بھی مشورے میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں جب پہلے policy بنائی گئی تب بھی شریک نہیں کیا، اب بھی اتنی meetings ہوئی ہیں، ہم نے کوشش کی ہے لیکن اپنے طور پر ہم نے اپنی اپنی associations میں، ہماری federations نے، ہمارے chambers نے بنا کر بھیج دیے ہیں لیکن ان کو کوئی پڑھتا نہیں ہے۔ بات یہ ہوتی ہے کہ آپ سب کو بلا کر، ایک کمرے میں بند ہو کر دو دن، تین دن مشورہ کرنے کے بعد اگر آپ بجٹ بنائیں گے تو پھر یہ ہو گا کہ آپ نے ہمارے ساتھ مشورہ کیا۔ مشاورت کا عمل تو کہیں بھی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا، بابر غوری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے مشاورت کے بارے میں؟

سینیٹر بابر خان غوری (وفاقی وزیر برائے بندرگاہیں اور جہاز رانی): جناب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو point آپ نے ابھی پوچھا، بجٹ کے حوالے سے یہ بڑا ضروری تھا کہ جو حلیف جماعتیں ہیں ان کو اعتماد میں لیا جاتا۔ جب بجٹ بننے کا process تھا، اس وقت اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اگر یہ سلسلہ اس وقت ہو جاتا، تو بہت سی ایسی چیزیں جس پر آج ہمیں reservations ہیں، جو بجلی کے نرخ 20% بڑھنے جا رہے ہیں، جو غریب لوگوں کے گیس کے میٹر لگانے پر NTN نمبر ہے، بینکوں کے account کھولنے پر NTN نمبر ہے، پھر businessmen پریشان ہے، ان تمام issues پر ہم وہاں discuss کرتے۔ اب یہاں اراکین ان issues کو لے کر آ رہے ہیں۔ اگر یہ چیز پہلے ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔ آپ کو یاد ہو گا last time یہ طے ہوا تھا، اس process میں اگر House ہی کو پہلے اعتماد میں لیا جائے، یا کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ committees کے حوالے سے وہ discuss کر لیں، ہماری فنانس کمیٹی discuss کر لے، تو پھر ہمیں آسانی ہو جائے۔ House کو اعتماد میں لیا جائے۔ ابھی ہماری recommendations بن جائیں گی، دو سو، تین سو، چار سو، لیکن آئیں گی اس میں سے ایک دو۔ آپ نے دیکھا، چاہے وہ پچھلا دورِ حکومت ہو، یا موجودہ دورِ حکومت ہو، ہوتا یہ ہے کہ جب ایک دفعہ بجٹ بن جاتا ہے تو اس کے اندر ترامیم بہت مشکل ہو جاتی ہیں۔ اگر بجٹ بنانے کے process کے دوران اعتماد میں لیا جائے تو فرق پڑے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب! میں تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ اس دفعہ Finance Ministry نے کسی کو اپنے اعتماد میں نہیں لیا، dispute ہے کہ بجٹ بنایا کس نے ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ حفیظ پاشا نے بنایا ہے، کوئی کہتا ہے آئی ایم ایف نے بنایا، کوئی کہتا ہے Finance Ministry نے بنایا ہے۔ حالات جو indicate کر رہے ہیں، وہ یہ کر رہے ہیں کہ ایک تو کمیٹی جو Finance کی بنی ہے اتنی دیر میں، پہلے جو سال گزرے ہیں اس میں yes پورے chambers پوری federations ہم سے interaction کرتی تھیں اور ہم ان کی recommendations کے لیے Finance Minister کو بلا کر بٹھا دیا کرتے تھے۔ Finance Minister ان کی بات سنتا تھا، FBR بھی شامل ہوتا تھا۔ ان سب کے اوپر deliberations ہوتی تھیں لیکن اس دفعہ تو ignore totally کیا گیا ہے۔ شاید وجہ یہ تھی کہ نہیں

چاہتے تھے کہ کوئی چیز پہلے سے discuss ہو جائے یا کیا جائے۔ Reservations ہیں، کاربن ٹیکس پر reservation ہے۔ کاربن ٹیکس کا مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم لفظ کاربن کا استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے environment friendly آپ environment friendly اس کو کہتے ہیں کہ CNG پر ٹیکس لگا دیں۔ CNG واحد چیز ہے جو environment friendly ہے، اس پر آپ نے ٹیکس لگا دیا۔ اس کا مطلب کیا ہوا، کراچی شہر کے اندر آپ نے رکشوں کو مصیبت میں ڈال دیا، گاڑیوں میں cylinders لگے ہیں ان کو مصیبت میں ڈال دیا، آپ نے گھر میں جو چولہے جلتے ہیں ان کو مصیبت میں ڈال دیا، یہ بہت ہی unfriendly قسم کا ٹیکس لگا ہے۔

دوسری آپ کو ایک خاص چیز جو ذہن میں رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ پٹرول جب 147 پر چلا تو آپ نے اپنی petroleum کی prices بڑھائیں لیکن جب وہی چیز آ گئی 60 پر تو آپ price کم کرنے کو تیار نہیں۔ سپریم کورٹ کو intervene کرنا پڑا اور آپ سے کہا کہ جی آپ price کم کریں لیکن آپ کے ہاتھ میں ایک easy پیسہ آ گیا تھا تو آپ نے ایک law بنا ڈالا کہ اب سپریم کورٹ کوئی interfere نہیں کر سکتی چاہے price سو پر جائے تو بھی دیں گے آپ، چاہے وہ پانچ روپے پر آ جائے تو بھی دیں گے۔ تو یہ ایک عجیب قسم کی figures کی jugglery ہے جو آپ نے کی ہے۔ کہتے ہیں علیم الدین کا نام تبدیل کر کے کلیم الدین رکھ دیا لیکن اس کے ساتھ public کی مشکلات بڑھیں گی اس کا کون ذمہ دار ہو گا۔ جب آپ نے electricity کی subsidy ختم کی تو آپ سوچ ہی نہیں سکتے کہ کراچی والوں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ میں اس چیز سے بہت گھبرا رہا ہوں کہ یہ ہو تو گیا ہے مگر اس کے repercussions بڑے serious آئیں گے۔ یہ آپ کے نوٹس میں لانا ضروری تھا۔ اب آج کمیٹی میں انہوں نے ایک بات کہی ہے کہ ہم ہر تین مہینے کے بعد کمیٹی کے ساتھ discussion کیا کریں گے جو کہ بہت اچھی چیز ہے کہ ہم پہلے discuss کریں، کچھ اچھے points بھی ہوں گے، کچھ برے points بھی ہوں گے، ایک دوسرے کو accommodate کریں اور ایسی چیز لائیں جو public کے interest میں ہو۔ ہم public کے نمائندے ہیں، ہم عوام کو جوابدہ ہیں۔ چاہے ہم حکومت میں رہیں یا اپوزیشن میں رہیں after all we are responsible ہم نے عوام کو جواب دینا ہے۔ ہم جواب دینے کی کس مشکل میں پھنس گئے ہیں کہ ہم عوام کو کیا جواب دیں؟ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب والا! میں صرف آدھا منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بول لیں، میں نے آپ کا نام دیکھا ہے کہ آپ کل تقریر کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جی انشاء اللہ میں کل تقریر کروں گا۔ جناب والا! ایک بہت ہی شریف میمن فیملی ان کے دو بچوں کی شادی ہوئی اور وہ عمرہ ادا کرنے کے لیے سعودی عرب گئے تو کسی نے ان کے سامان میں ہیروئن رکھ دی اور سعودی حکومت نے ان کو پکڑ لیا۔ جو لوگ اپنے گناہ معاف کروانے بمع فیملی وہاں گئے ہیں ان کے ساتھ جس آدمی نے یہ شرارت کی اور ان کے سامان میں ہیروئن رکھی تھی اس کے خلاف FIR کٹوا دی گئی ہے۔ میں Leader of the House سے عرض کرتا ہوں کہ یہ خبر میڈیا میں بھی آئی ہے۔ اس بارے میں اب تک کیا گیا ہے؟ اگر نہیں کیا گیا تو حکومت کو چاہیے کہ ان شریف بچوں کی جان سعودی حکومت سے چھڑوائیں اور جس آدمی پر الزام ثابت

ہوا ہے کہ اس نے یہ شرارت کی ہے، اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگ جو وہاں پر جاتے ہیں ان کے لیے بھی مشکلات پیدا ہوں گی۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس طرف کچھ توجہ دیں۔ Leader of the House سے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس مسئلے پر اب تک کچھ نہیں ہوا ہے تو کچھ کیا جائے اگر کچھ ہوا ہے تو اس بارے میں بتائیں؟

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب والا! اس واقعے کے بارے میں، میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ اس واقعے میں ایسا ہوا تھا کہ جو لوگ سعودی عرب میں پکڑے گئے ان کی فیملی نے اس آدمی کو گرفتار بھی کروا دیا تھا مگر پولیس نے اس کے ساتھ مک مکا کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا ہے اور اب وہ آدمی غائب ہے۔ اس میں پولیس کی involvement ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نیئر بخاری صاحب میں بھی ابھی خبروں میں دیکھ رہا تھا۔ میرے خیال میں وہ معصوم بچے پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب والا! اس واقعہ پر we would ask the provincial government. Similarly, we will ask the Foreign Office and Babar Ghauri who is a Federal Minister we can together take up this matter with the Interior Ministry and Foreign Office and we will try to resolve this issue. The main culprits جیسے سینیٹر صاحبہ نے کہا کہ اگر اس کو پولیس نے چھوڑا تو obviously provincial government سے رابطہ کر کے we will get hold of him اور بنیادی بات یہ ہے کہ انصاف کے جو تقاضے ہیں وہ پورے کیے جائیں گے تاکہ ان لوگوں کو انصاف مل سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سعودی حکومت سے بھی رابطہ کرنا پڑے گا کیونکہ ان کے قوانین بڑے سخت ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bukhari: Mr. Chairman! Foreign Office would be dealing with that issue and certainly we will take up this matter with the Foreign Office.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب آپ کی بہت مہربانی ہو گی اگر آپ ایک دو دن میں اس کا result بتا دیں کہ finally کیا ہوا تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی شکریہ۔ سینیٹر عباس خان صاحب۔

سینیٹر عباس خان آفریدی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اگر آج ہم ایک چیز کو غور سے دیکھیں کہ ہمارے جتنے لیڈر ہیں وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت آئی۔ یہ کس طرح کی جمہوریت ہے کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے، گزشتہ دو دنوں سے ہم اس پر تقریریں کر رہے ہیں، جبکہ یہ بجٹ

bureaucracy نے پیش کیا ہے۔ بجٹ بنانے والے وہی bureaucracy ہے جبکہ ہمارے پاس اس بجٹ کو بنانے کے لیے کوئی وزیر بھی نہیں ہے۔ میں خود حکومتی بنچوں پر بیٹھا ہوں، افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ کیا ہماری حکومت کے پاس اس طرح کے لوگ نہیں تھے کہ وہ یہ بجٹ بنا سکتے؟ کیا ایسے وزراء نہیں تھے جو اس بجٹ کو تیار کر سکتے؟ جب بھی بات ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت کو ہمیشہ bureaucracy ختم کرتی ہے جبکہ اسی bureaucracy پر ہم سارا انحصار کرتے ہیں اور انہی کی ہدایات کے مطابق ہم لوگ چل رہے ہیں۔ ایک بات اور میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ہماری وزیر صاحبہ نے بجٹ پیش کیا تو انہوں نے سابق حکومت پر کچھ باتیں کیں لیکن وہ خود سابق حکومت کا حصہ تھیں، اگر کوئی اور کہہ دیتا تو اس سے فرق نہیں پڑتا لیکن ان کو یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ سابق حکومت نے کیا کیا۔

جناب والا! لوگوں کی بجٹ سے کچھ امیدیں ہوتی ہیں، ہمارے ملک میں اس وقت جو حالات ہیں، جو system بنا ہوا ہے، اس کے لیے لوگوں کی پورے سال کے لیے ایک سوچ بنی ہوئی ہوتی ہے۔ جب بھی بجٹ آتا ہے تو لوگوں کے کئی قسم کے خواب ہوتے ہیں۔ جب یہ بجٹ آیا تو اس میں کچھ باتیں تو ہوئیں لیکن main area جس کی وجہ سے آج سارا ملک یہی سوچ رہا ہے کہ فلاں جگہ پر خود کش حملہ، فلاں جگہ پر یہ، جب ممبر اٹھتے ہیں تو وہ چاروں صوبوں کی بات تو کرتے ہیں کہ فلاں صوبے میں یہ، فلاں صوبے میں یہ لیکن جہاں سے اس system میں یہ فرق آیا اور جہاں سے سارے ملک میں ایک مسئلہ چل رہا ہے وہ علاقہ Tribal and FATA کا ہے۔ اب بھی اپریشن ہو رہا ہے، مالاکنڈ میں ہوا، سوات میں ہوا لیکن FATA میں پچھلے دو سالوں سے regular operation چل رہا ہے۔ وہاں پر اپریشن ابھی تک بند نہیں ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے سارے ملک کا نظام خراب ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آدھا بجٹ اس علاقے کی محرومیوں کے لیے خرچ کیا جاتا۔ وہاں یونیورسٹیاں بنائی جاتیں، وہاں روزگار کے لیے system بنایا جاتا۔ اس علاقے کی وجہ سے آج سارے ملک میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر اب بھی ہم لوگ ان کے لیے نہیں سوچتے کہ ان کے لیے کیا کیا جائے؟ ان کو روزگار کہاں سے دیا جائے گا؟ کیا مراعات دی جائیں گی؟ ہم نے ہر طرح کی مراعات ان پر بند کی ہوئی ہیں، ساتھ میں ہم یہ بھی خواہش رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے کہنے پر چلیں۔ اگر ہم ان کے لیے ضروریات زندگی کے بارے میں نہیں سوچتے، ان کی مدد کے بارے میں کچھ نہیں سوچتے تو آخر یہ چیزیں ہر علاقے میں اٹھتی جائیں گی۔ آج FATA and Balochistan میں یہ حالات ہیں، خدا نہ کرے کل پنجاب یا سندھ میں ایسے حالات ہوں۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ ہم یہاں پر بیٹھ کر صرف تقریریں کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ چلیں اس بجٹ میں FATA کے لیے ایک special package دے دیا جاتا۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ خود کش کہاں سے آ رہے ہیں؟ وزیرستان سے آ رہے ہیں یا فلاں علاقے سے آ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ان علاقوں کے لیے بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے؟ ہمارے جو فنڈز آتے ہیں اس میں نہ MNA نہ ہی Senator کسی کو بھی اعتماد میں نہیں لیا جاتا، وہی bureaucracy ہے، کوئی change نہیں ہے۔ ایک جمہوری حکومت آئی ہے، اس حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ اس میں change لاتی، وہاں کے MNAs and Senators کو اعتماد میں لے کر ان سے مشورہ لیتی کہ کیا کرنا چاہیے؟ لیکن نہیں، وہی جو پہلے سے ایک dictator کرتا آیا، وہی bureaucracy جو کرتی رہی، آج بھی وہی کچھ چل رہا ہے۔ آخر کب تک یہ چلتا رہے گا؟ ٹھیک ہے کچھ باتیں ایسی ہوئیں جس کو appreciate کیا جا

سکتا ہے جیسے موبائل پر ٹیکس میں چھوٹ دی ہے لیکن ساتھ میں یہ نہ کیا گیا کیونکہ وہ تو multinational companies ہیں، ان کی تو Ministry تک پہنچ ہے، ان کی حکومت تک approach ہے۔ Industry بیٹھ رہی تھی چلیں انہوں نے جو ٹیکس معاف کرائے ہیں ٹھیک ہے لیکن اس industry کے ساتھ منسلک لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کی نوکریاں ہیں، franchises ہیں جبکہ وہ industry ان کو کچھ نہیں دیتی۔ اس وقت سارے ملک میں franchises کی جو حالت ہے وہ اس نوبت پر پہنچ چکی ہے کہ وہ بند ہو رہی ہیں جبکہ ایک ایک franchise میں دس سے پندرہ لوگ کام کر رہے ہیں، ان کی تنخواہوں کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ حکومت نے ایسی کوئی پالیسی نہیں بنائی کہ multinational companies پر ایسا check ہو کہ ان کے نیچے ہماری قوم کے جو لوگ کام کر رہے ہیں، یہ تو پیسہ کما کر باہر لے جاتے ہیں لیکن ہمارے جو چھوٹے چھوٹے businessmen ہیں ان کے لیے ان multinational پر کیا check رکھا گیا ہے کہ وہ چھوٹے businessmen survive کر سکیں، ان کے ساتھ کام کرنے والے لوگ بے روزگار نہ ہوں، اس کے لیے کوئی پالیسی یا system نہیں ہے۔ جن لوگوں کی کوئی approach ہے تو ان کی مرضی کی پالیسی آ رہی ہے۔ عوام کی بات کون سنے گا؟ ادھر ہم آ جاتے ہیں، بات کرتے ہیں جیسے ابھی یہ بجٹ آیا، اس میں نہ سینیٹرز کو پتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ نہ ہی MNAs کو پتا ہے یہ کیا ہے؟ اب ہم اپنی proposals دیں گے، معلوم نہیں کہ ان پر عمل ہو گا کہ نہیں۔ اگر یہی چیز ہم سے دو تین مہینے پہلے پوچھی ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کوئی ایسی proposal ہوتی جو اس قوم کے فائدے میں آتی اور اس سے عوام کا فائدہ ہوتا۔ ایک وقت ہوتا تھا جب ہم چھوٹے ہوتے تھے، ہم دیکھتے تھے کہ لوگ فٹبال بھی کھیل رہے ہیں، ہاکی بھی کھیل رہے ہیں، کرکٹ بھی کھیل رہے ہیں، ایک پیار اور محبت تھی لیکن اب یہ ساری چیزیں ختم ہو گئی ہیں۔ نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ آدمی اسلام آباد میں بھی آزادانہ نہیں پھر سکتا ہے، پشاور یا دوسرے علاقوں کی بات تو چھوڑ ہی دیں، ادھر تو لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر کسی کو بولیں کہ ہمارے ساتھ پشاور چلو تو وہ کہتا ہے کہ ہمیں وہاں لے جا کر مروانا ہے۔ آخر یہ کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔ اس بجٹ میں ایک موقع تھا کہ ان ناانصافیوں کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا جاتا، خاص کر صوبہ سرحد اور قبائلی علاقہ جات کے لیے ایک ایسا system بنایا جاتا کہ جو جڑ ہے وہ ختم ہو جاتی اور اس ملک میں امن ہو جاتا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں کیا گیا۔

دوسری خاص بات، کہتے ہیں کہ jobs, jobs کہاں سے آئیں؟ جو ہمارے ملک کے حالات ہیں ان حالات میں باہر سے سرمایہ تو آ نہیں سکتا، ادھر کوئی investment کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ یہاں کوئی کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہاں ایسی پالیسی بنانی چاہیئے تھی کہ جو یہاں کا investor ہے، جو یہاں پچاس لاکھ، ایک کروڑ روپیہ رکھتا ہے وہ یہاں invest کر کے job create کر سکتا تھا لیکن باہر سے کوئی نہیں آ سکتا اور یہاں کاروباری لوگوں کے لیے opportunities نہیں بنائی جا رہیں اور bank interest کو بہت high رکھا گیا اگر آپ bank interest low رکھیں گے تو آپ کے چھوٹے investors, businessmen میدان میں آئیں گے تو انہی سے job generation ہو گی ویسے نہیں ہو سکتی۔ میں اس کی ایک مثال کوئلے کے بارے میں دیتا ہوں کہ مالاکنڈ اور سوات کے لوگوں کا ایک ہی روزگار ہے اور وہاں کوئی industry نہیں ہے، وہاں اور کوئی کام نہیں ہے، سوات اور مالاکنڈ کے لوگوں کا main روزگار ان

کی وہ labour ہے جو پورے پاکستان میں coal کے کام سے منسلک ہے۔ وہ اگر بلوچستان، سندھ، فاٹا، NWFP میں ہے تو اس میں سارے لوگ جو کام کرتے ہیں وہ مالاکنڈ اور سوات کے لوگ ہیں جو اس روزگار سے منسلک ہیں۔ لیکن بد قسمتی کی بات ہے کہ پچھلی حکومت میں oil کی high price ہو گئی تھی ہمیں انڈسٹری کے لیے low price کی coal چاہیے تھی اس لیے کوئی ایسی پالیسی بنائی جاتی کہ جس میں local coal industry boost ہوتی، coal import کیا جاتا لیکن ایک quantity میں import کیا جاتا، آپ نے coal کی import کی اجازت دے دی، imported coal آنے سے local coal industry بالکل ختم ہو گئی ہے۔ Local coal سے منسلک جو مالاکنڈ اور سوات کے لوگ ہیں وہ سارے بے روزگار ہو کر اپنے علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ ایک طرف تو حکومتی پارٹی کا منشور ہے کہ لوگوں کو روزگار دیا جائے گا یہ تو روزگار دینے کی بجائے ان سے روزگار لے لیا گیا ہے۔ آج سوات اور مالاکنڈ میں پوزیشن یہ ہے کہ یہ لوگ بے روزگار ہو کر ان حالات میں آ گئے ہیں۔ آج اگر قبائل میں یہ پوزیشن ہے تو یہ بے روزگاری کی وجہ سے ہے۔ لوگوں میں ناامیدی ہے کہ ہم کہاں جائیں، ایک آدمی کو کوئی امید ہوتی ہے اور وہ کسی سائیڈ پر چلا جاتا ہے خواہ وہ امید غلط ہی کیوں نہ ہو۔ تو ہمارے سوات کے لوگوں کا ایک ہی روزگار کوئلے کا ہے، اگر ہم imported coal میں 50 per cent cut لگا دیں یا industry کو پابند کر دیں کہ وہ local coal 30 or 40% use کرے گی اور باقی وہ import کریں تو اس سے میرے اندازے کے مطابق direct, indirect تقریباً دو لاکھ لوگوں کے لیے job generate ہو گا اور ہماری جتنی کوئلے کی کانیں ہیں خاص طور جو پسماندہ علاقوں میں ہیں جیسے بلوچستان، سندھ، سرحد چھوٹے صوبے جہاں کوئلے کے بہت زیادہ ذخائر موجود ہیں، سروے موجود ہے، کوئلہ ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے لیکن چھوٹے سرمایہ کار وہاں سرمایہ کاری کرتے ہیں، Thar coal کے لیے ان کو بڑے سرمایہ کار چاہیئیں، وہاں ان کو multinational companies چاہیئں لیکن ان چھوٹے صوبوں میں بڑے سرمایہ کاروں کی ضرورت نہیں ہے یہاں کے مقامی لوگ خود invest کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن investment تب کریں گے جب حکومت ان کو راستہ دے گی، جب وہ import کے کوئلے کو cut لگائے گی تو اس سے تینوں صوبوں میں بلکہ پنجاب میں بھی، ضلع چکوال میں ایک امید پیدا ہو جائے گی، لوگوں میں ایک روزگار آ جائے گا وہ خوش ہوں گے کہ اس بجٹ میں ہم غریبوں کے لیے بھی کچھ کیا گیا ہے، ہمارے لیے کچھ کیا گیا ہے خاص کر مالاکنڈ اور سوات کے لوگوں کے لیے جو آج کل بہت برے حال میں ہیں، ان کا کوئی روزگار نہیں ہے، وہاں زراعت نہیں ہے کہ وہ گندم اگائیں ان کی زیادہ تر آبادی کوئلے کے روزگار کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس میں ترمیم کی جائے اور درآمدی کوئلے میں یا تو cut لگائی جائے یا انڈسٹری کو پابند کیا جائے کہ وہ بیس سے پچیس فیصد مقامی کوئلے کو استعمال کرے جس سے ہمارے لوگوں کو direct, indirect job ملے گا، Hotel industry میں investment ہو گی، ان میں لوگوں کے لیے روزگار بنے گا اور سوات اور مالاکنڈ کے لوگ اس کو appreciate کریں گے۔ امن وامان کی صورت حال خاص کر جہاں کوئلہ ہے جیسے بلوچستان میں کولہو کا علاقہ جہاں امن وامان کی صورت حال خراب ہے، اور کرزئی ایجنسی جہاں کوئلہ ہے وہاں امن وامان کی صورت حال خراب ہے، درہ ہے وہاں امن وامان کی صورت حال خراب ہے، جس جس جگہ کوئلہ ہے صورت حال خراب ہے وہ کیوں؟ اس لیے کہ

وہاں بے روزگاری ہے۔ اگر حکومت میری تجویز پر عمل کرے گی تو اس سے امن وامان کی صورت حال بہتر ہو گی۔ ان لوگوں کو ایک روزگار ملے گا اور فائدہ ملے گا۔ لہٰذا حکومت سے میری درخواست ہے کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے اور اس سے ان علاقوں کی امن وامان کی صورت حال پر بھی فرق آئے گا۔ فاٹا میں امن وامان کی صورت حال میں فرق آئے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں sportsman کے ناتے عرض کروں گا کہ sports تباہ کر دیا گیا ہے ایک کرکٹ کا کھیل رہ گیا ہے وہ بھی کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ایک monopoly بن کر رہ گئی ہے۔ حیرانگی کی بات ہے کہ جوان لڑکوں کے لیے کیا کیا جارہا ہے، ہم کیا کر رہے ہیں، یہ لڑکے کدھر جائیں گے، drugs میں مبتلا ہو جائیں گے یا کیا کریں گے ؟ اگر ہم sports کو آگے نہیں لے جائیں گے ایک وقت تھا کہ کھیل کے ہر میدان میں ہمارے لڑکے محنت کرتے تھے، ایک سوچ ہوتی تھی گاؤں یا دیہات میں والی بال، فٹ بال، ہاکی کچھ نہ کچھ چل رہا ہوتا تھا لیکن اب ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ آخر یہ لوگ کیا سوچیں گے اور کیا کریں گے ؟ اس کے لیے میری درخواست ہے کہ جو نوجوان طبقہ ہے اس کے لیے اس بجٹ میں ترمیم کرکے sports کے لیے ایسا نظام بنایا جائے کہ لوگوں میں کھیلوں کے لیے شوق اور جذبہ پیدا ہو اور لوگ ان کی طرف راغب ہو جائیں۔

جناب والا! ایک اور گزارش ہے کہ جب تک bank interest rate کم نہیں ہو گا jobs نہیں بڑھ سکتے۔ جب آپ کا bank interest بڑھتا ہے، جب آپ ٹیکس زیادہ لگاتے ہیں تو کاروبار کم ہو جاتا ہے اور اس سے بے روزگاری بڑھتی ہے۔ دنیا میں bank interest کم کرکے کوشش کی جاتی ہے کہ سرمایہ کاری ہو اور اس سے روزگار پیدا ہو لیکن ہمارے ملک میں الٹ ہو رہا ہے کہ bank interest بڑھاؤ اور مزید بڑھاؤ جس کی وجہ سے آج بہت سے businessmen Dubai shift ہو گئے ہیں، بہت سے کاروباری لوگ افغانستان میں shift ہو گئے ہیں اس bank interest rate and taxes کی وجہ سے جو ان کو support نہیں دے رہا اس سے ہمارے ہاں بے روزگاری کی ایک اور لہر آ رہی ہے اور یہ لہر بڑھ رہی ہے آج تو ہمارے صوبے چونکہ محب وطن پاکستانی ہیں، آج تو کوئی سوچ نہیں سکتا کہ پاکستان کے خلاف بات کرے، ہم تو یہ درد، یہ لڑائی، یہ خودکش حملے اور تباہی برداشت کر رہے ہیں لیکن شاید اور لوگ اس طرح برداشت نہ کر سکیں، شاید اور لوگوں میں اتنی ہمت نہ ہو، شاید اور لوگ اتنے محب وطن نہ ہوں لیکن ہم برداشت کر رہے ہیں کیونکہ یہ مٹی ہمیں عزیز ہے۔

جناب والا! یہاں سینیٹ میں آتے ہوئے ہم نے سوچا تھا کہ شاید بہت کچھ کر سکیں گے لیکن جب یہاں آئے اور جو دیکھا تو بڑا افسوس ہوا کہ ہر چیز bypass ہو کر اس کے بعد آکر یہاں بحث کے لیے رکھ دی جاتی ہے اور ہم بہت جذباتی تقریریں کر لیتے ہیں اور اس کا اثر کچھ نہیں ہوتا، خالی باتوں کی حد تک ہوتا ہے تو میں آج اپوزیشن کے benches سے درخواست کرتا ہوں کہ سینیٹ وہ ادارہ ہے جہاں ہر صوبے کی مساوی نمائندگی ہے تو میں ق لیگ، ن لیگ سے درخواست کرتا ہوں کہ سینیٹ کے اختیارات کے سلسلے میں stand لیں کہ اس کو اختیارات دیے جائیں اگر سینیٹ کے پاس اختیارات ہوں گے تو میں امید کرتا ہوں کہ پورے پاکستان میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں یہ نہیں ہوں گی کیونکہ ایسا فلور ہے نہیں، اس لیے بے انصافیاں ہو رہی ہیں۔ اگر اپوزیشن پارٹیاں اس سلسلے میں ساتھ دیں تو اس سے پورے ملک

میں پورے صوبوں کی برابری کی نمائندگی ہوگی اس سے ہم برابر چلیں گے۔یہاں کوئی مسئلہ ہوگا تو برابری سے حل ہوگا اور ہر کام برابری سے ہوگا لیکن سینیٹ کو اس لیے اختیارات نہیں دیے جاتے کہ اگر اختیارات سینیٹ کو مل گئے تو پھر بیوروکریسی ختم ہو جائے گی اور اجارہ داری ختم ہو جائے گی اس وجہ سے سینیٹ کو اختیارات نہیں دیے جاتے۔ یہ ایک موقع ہے کہ اپوزیشن ساتھ دے اور حکومتی benches انشاءاللہ اپوزیشن کا ساتھ دیں گے کہ سینیٹ کے اختیارات کے لیے یہ bill لائیں تو اس قوم پر ایک احسان ہوگا اور یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو سارا ملک appreciate کرے گا اور اگر اپوزیشن ایسا کرنا چاہے تو سیاست سے بالاتر ہو کر اگر ان کے دل میں اس قوم کے لیے تھوڑا سا بھی پیار ہے تو یہ موقع ہے کہ اس ملک میں جو ساٹھ سال سے ایک غلط نظام جارہا ہے اس کو ہم ٹھیک کر سکتے ہیں اور سینیٹ ایک ایسا فلور ہے کہ اس سے ہم ٹھیک کر سکتے ہیں۔ ہم اختیارات آپس میں برابر کر لیں کہ اگر کسی جگہ کوئی مسئلہ ہو تو کسی ایک آدمی کے پاس اختیارات نہ ہوں۔

آج کل یہی کہا جاتا ہے کہ پنجاب کی آبادی زیادہ ہے وہاں سے زیادہ سیٹیں آجاتی ہیں پھر اسمبلیوں میں گیم شروع ہو جاتی ہے کہ یہ کرواور یہ نہ کرو لیکن اگر سینیٹ میں برابری ہے اور ہم سینیٹ کو اختیارات دے دیں تو پورے ملک میں اگر کہیں بھی کچھ ہوگا تو سینیٹ اس کو کنٹرول کر سکے گا، برابری ہوگی اور یہ اس قوم پر احسان ہوگا۔ تو اس لیے میں درخواست کرتا ہوں ساری اپوزیشن سے کہ وہ اس چیز کو لائے اور Government Benches میں انشاء اللہ ہم پوری ہمت کریں گے کہ اس کو پاس کرائیں اور سینیٹ ایک بااختیار ادارہ بنے جیسا کہ اس وقت نہیں ہے سوائے debate کرنے کے ہم اور کچھ نہیں کر سکتے۔ باتیں تو بہت ہیں۔ ملک کے اس وقت جو حالات ہیں اور ہم جس پوزیشن میں چل رہے ہیں۔ ہم جو باتیں کرتے ہیں لیکن ہماری خواہش ہے کہ یہ جمہوریت چلے۔ اس پر ہم مثبت تنقید کریں۔ ہم حکومتی پارٹی ہیں لیکن آخر کب تک، اگر پچھلی گورنمنٹ جاتی ہے تو ہم اس کو ہدف تنقید بناتے ہیں۔یہاں یہ ایک روایت ہے کہ جو گیا اس کے پیچھے بولا جاتا ہے۔ خود ہم آتے ہیں اور ہم خود کچھ کرتے نہیں ہیں۔ آخر ہم کب تک نہیں کریں گے۔ ابھی ہمیں موقع ملا ہے۔

اپوزیشن بھی friendly ہے۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن friendly ہے۔ آپس میں ہم سب اکھٹے ہیں۔ تو اس موقع پر ایسی ترامیم لائی جائیں اور ایسی پالیسیاں لائی جائیں جو چاروں صوبوں، فاٹا اور سب کے مفادات میں ہوں۔ لوگوں میں محرومی ختم ہو۔ لوگ آپس میں اتفاق اور بھائی چارہ پیدا کرے۔ ہم ایسا کوئی کام ان floors پر کریں کہ پاکستانی قوم دیکھے کہ واقعی جو ممبران وہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمارے لئے کچھ کر رہے ہیں۔ ہم ادھر آکر اپنے علاقوں کی باتیں تو کر لیتے ہیں۔ ہم میڈیا پر تو آجاتے ہیں لیکن کچھ عملی کام بھی تو ہم کریں۔ ایک موقع آیا ہوا ہے۔ اپنی سیاست کو چھوڑ دیں، اپنی پارٹیوں کو چھوڑ دیں، اپنی ساری سوچ کو چھوڑ دیں اور خالی پاکستانی ہو کر سوچیں۔ ہمیں موقع ملا ہوا ہے۔ ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ dictator آیا ہے۔ Dictators لانے والے ہم خود ہیں۔ ہم غلط کام کرتے ہیں تو dictators آتے ہیں۔ ہم آپس میں پیار و محبت پیدا کریں۔ ہم سینیٹ کو مضبوط کریں۔ سینیٹ کے floor کو اتنا طاقتور کریں کہ کوئی کچھ نہ کر سکے لیکن نہیں۔ ایسا ہم نہیں کرتے۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھے رہتے ہیں اور چیزوں میں الجھے رہتے ہیں۔ آج میں صبح سے تقریریں سن رہا ہوں۔ سارے ملک میں حالات کدھر سے خراب ہیں؟ جدھر دیکھو فاٹا۔ امریکہ میں دیکھو تو فاٹا، دنیا میں دیکھو تو فاٹا جبکہ فاٹا کو یاد نہیں کیا جاتا ہے۔ جہاں جڑ خراب ہے، پہلے آپ جڑ کا علاج کرو، پھر اس کا درخت خود ٹھیک ہو

جائے گا۔ آپ جڑ کو تو چھوڑ دیتے ہیں۔ جڑ کا علاج آپ کرتے نہیں ہیں۔ پہلے آپ جڑ کا علاج کریں کہ وہاں ہم نے کیا کرنا ہے؟ وہاں یونیورسٹیاں بنانی ہیں، وہاں فٹ بال گراونڈ بنانے ہیں اور وہاں انڈسٹریز لگانی ہیں۔ ان لوگوں کی محرومیوں کو ہم کس طرح دور کریں گے۔ اس کے لئے ہم نہیں سوچ رہے ہیں بس صرف کہہ رہے ہیں کہ درخت ٹھیک ہو جائے، درخت میں پھل آ جائے۔ درخت میں پھل نہیں آ سکتا ہے جب تک اس کی جڑیں آپ ٹھیک نہیں کریں گے۔ تو اس وقت اس ملک کی جڑیں فاٹا ہے۔ ساری دنیا کی نظریں فاٹا پر ہیں۔ سب کچھ فاٹا سے ہے۔ تو اس لئے فاٹا کو ٹھیک کیا جائے۔ وہاں کے لئے میری تو request ہے کہ یہ آدھا بجٹ وہاں پر لے جائیں۔ وہاں 60 سال سے کچھ نہیں ہے وہاں حالات ٹھیک ہو سکیں۔ پھر یہ سارا ملک ٹھیک ہو جاتا۔ وہاں پر ہماری law and order کی situation خراب ہے۔

بلوچستان میں جب آج یہ حالات ہیں، تو یہ کیا ہیں؟ یہ وہی محرومیاں ہیں۔ ان محرمیوں کی وجہ سے لوگ اس حالت میں آ گئے ہیں۔ تو یہ محرومیاں ختم کرنے کے لئے پوری leadership کو اپنے سیاسی قیادت اور پارٹیوں سے بالاتر ہو کر فیصلے کرنے پڑیں گے۔ ہر آدمی اپنے آپ سے یہ فیصلہ کرے گا کہ ہم نے اس ملک کے لئے کچھ کرنا ہے، تب یہ ملک ٹھیک ہو گا۔ تو میں ایک request کرتا ہوں اور میں نے ہر debate میں یہ request کی ہے کہ یہ ایک موقع ہے۔ خدارا اس کو کریں۔ یہ نہ ہو کہ کل آپ لوگ آپس میں یہی کھینچاتانی میں پھر بولیں کہ کون آ گیا ہے؟ اس کون آنے سے پہلے ایسی ترامیم، ایسے فیصلے کر لیں کہ یہ ملک اور یہ قوم آپ لوگوں کو دیکھتے ہوئے، آپ لوگوں کو appreciate کریں نہ کہ ہمارے ملک میں بھی جوتوں کا رواج آ جائے اور وہ time نہ آ جائے کہ آپ لوگوں کو بولنے کا موقع نہ ملے اور ہر کوئی جوتوں پر مارنے لگے۔

دنیا میں ہر جگہ پر لوگوں میں یہ شعور آیا ہوا ہے کہ وہ اچھی اور بری بات کی پہچان کر لیتے ہیں ہمارے ملک میں ابھی تک ایک سسٹم ہے جس کو ہم غلط راستے پر چلا رہے ہیں۔ ہر گورنمنٹ آتی ہے اور جب الیکشن ہوتا ہے تو بڑے دعوے کرتی ہے لیکن الیکشن ختم ہوتے ہی ان دعوؤں پر چلے جاتے ہیں، اسی سسٹم پر چلے جاتے ہیں، لیکن نہیں اب اس کو ہمیں change کرنا چاہیے۔ ہمیں ایک نیا راستہ اختیار کرنا چاہیے 60 سال کے بعد۔ ہمیں ایک نئی چیز کرنی چاہیے۔ ہماری اس گورنمنٹ میں اتنے اچھے لوگ اور اتنے قابل لوگ موجود ہیں لیکن نہیں، ہم پھر وہی bureaucracy کے رحم و کرم پر ہیں۔ آخر کیوں؟ جب ابھی جمہوریت آ گئی ہے، elected لوگ آئے ہیں تو انہی کو آگے لے جانا چاہیے۔ Elected لوگوں سے کام کرنا چاہیے۔ Elected لوگوں کو chance دینا چاہیے کہ وہ کام کریں۔ تو اس لئے براہ مہربانی میں تو ہر لیڈر سے کہتا ہوں۔ میرا تو کوئی تجربہ نہیں ہے سیاست میں۔ ابھی ابھی ہم آئے ہیں، بڑے لیڈروں سے سیکھ رہے ہیں، لیکن جنہوں نے سیکھا ہے اور جنہوں نے اس میں عمر گزاری، وہ اس وقت ایک چیز بہت seriously سوچیں اس قوم کا فیصلہ ہے کہ قوم ایک بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اس وقت لوگ گھروں سے نہیں نکل سکتے ہیں۔ ہمارا پورا صوبہ اور پورا فاٹا جنگ کی حالت میں ہے۔ لوگ گھروں سے نہیں نکل سکتے، لیکن یہ ایک ہی وجہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ ذاتی مفادات کو ترجیح دی ہے اور ملکی مفادات کو پیچھے کیا ہے۔ جو ہونا تھا سو ہو گیا ہے، اس پر کیا رونا ہے، لیکن اگر ابھی بھی ہم ہوش کے ناخن لیں اور اپنے مفادات کو پیچھے کر کے ملکی مفادات کو آگے کر لیں تو مجھے امید ہے کہ بہت جلد یہ

ملک ترقی کرے گا۔ یہ ملک ان ملکوں میں ہو گا کیونکہ یہ وہ ملک ہے جس میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں ہر قسم کا موسم ہے اور ہر قسم کا فروٹ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں ایسے لوگ ہیں کہ ساری دنیا میں ان سے لوگ مزدوری کرواتے ہیں۔ دبئی ہمارے لوگوں نے آباد کیا ہے۔ ہر جگہ پر اور ہر قسم کے محنتی لوگ ہماری قوم میں موجود ہیں، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان کے لئے راستہ نہیں ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں لیڈر شپ نہیں ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ان کو کوئی روڈ میپ نہیں دے رہے ہیں۔ یہ روڈ میپ کون دے گا؟ یہ روڈ میپ جو آج ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم دیں گے۔ ہمارے اوپر ایک امید کی کرن انہوں نے بنائی ہوئی ہے، اس امید کو ہم روشن کریں اور اس امید کو روشن تب کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنے مفادات کو چھوڑ دیں اور پاکستان کے بارے میں سوچیں اور صرف پاکستان کے بارے میں سوچیں۔

میں آخر میں ایک request کرتا ہوں کہ اس بل میں فاٹا کے لئے خصوصی طور پر سوچا جائے کہ یہ جو سسٹم پاکستان کا ٹوٹ رہا ہے وہ نہ ٹوٹے اور خاص کر میں نے کوئلے کے بارے میں جو بات کی مالاکنڈ اور سوات کے لوگوں کے لئے، ان کی محرومی اس طرح ختم ہو گی کہ اگر ہم coal کی import کو بند کریں یا انڈسٹریز کو پابند کر دیں کہ وہ local coal لے۔ تو بہت سے لوگ اور چاروں صوبوں کے لوگ PPP کی گورنمنٹ کو appreciate کریں گے۔ جو ان کا نعرہ ہے وہ پورا ہو گا۔ تو مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ میرے سارے ساتھی سینیٹرز بھی اس بات کو پر جوش طریقے سے اٹھائیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: .Thank you نیئر بخاری صاحب! please ادھر آ جائیں۔ نمبر۔1، تو ہمارے دل آپ کے ساتھ دھڑکتے ہیں لیکن آپ کا دل جوان ہے۔ ہم اکثر سینیٹرز بوڑھے ہیں، کہیں ہم کانپنے نہ لگ جائیں۔ اختیارات جو آتے ہیں وہ آتے ہیں طریقہ انتخاب سے۔ وہ آئینی ترامیم آپ کو لانی پڑیں گی۔ چار صوبے اور چار بھائی ہیں۔ خدا کرے کہ فاٹا بھی صوبہ بنے گا۔ آپ کا وزیر اعلیٰ بھی اپنی مرضی سے ہو گا اور MPAs بھی ہوں گے۔ دیکھیں، یہ ہمارا ایک خواب ہے اور آپ کا وزیر اعلیٰ بھی اپنی مرضی کا ہو گا۔ پھر جا کر یہ چیزیں break through ہو گا، الیکشن سینیٹ کے direct ہوں گے تو پھر امریکن سینیٹ کی طرح اختیارات بھی ہوں گے اور fiscal powers بھی ہوں گے۔ ہماری کمیٹیاں بھی اس طرح سخت ہوں گی کہ جو بھی چیف ایگزیکٹیو ہو گا وہ آکر خود request کیا کرے گا۔ ان حالات میں time لگے گا۔ خدا کرے کہ وہ دن آئے۔ نیئر بخاری صاحب! ایک تو جیسے Prince Charles آئے تھے، وہ ہمارا ٹیکسی ڈرائیور قتل ہو گیا تھا۔ سزائے موت ہوئی تھی اور وہ اپنا قیدی چھڑا کر چلے گئے تھے۔ پرویز مشرف جیسے کہتے ہیں زور آور آدمی تھے اس کے دور میں، سزائے موت والے کو چھڑا کر چلا گیا تھا۔ میرے لحاظ سے تو مسلمان پشتون، بلوچ سب ایک ہیں ہم۔ لیکن اس وقت ابھی وہ طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ آج جو میں جو نیوز سن کر آ رہا ہوں۔ اس میں میں پھر یہی کہوں گا کہ رحمٰن ملک دورے چھوڑیں اور جا کر کوئی صحیح کام کر کے آئیں۔ کام صحیح کر کے دکھائیں، جس میں کوئی انسانی خدمت بھی ہو۔ جب آپ کی نیوز آئے گی تو آپ دیکھیں گے تو آپ کا دل روئے گا اور آنکھوں سے آنسو نکلیں گے۔ یہ حالت تھی۔ معصوم بچے اس کی دادی نے اٹھائے ہوئے ہیں اور ماں باپ پکڑے ہوئے ہیں۔ وہ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں معصوم بچے رہ گئے ہیں۔ وہ بھی آپ please نوٹ کر لیں۔ Time کی please revision کچھ دیکھیں کہ میرے

سینیٹرز کے لئے کچھ آسانی ہو وہ آپ دوبارہ reconsider کریں۔ آج ہم اتنی دیر صرف بیٹھے رہیں، آٹھ تقاریر ہو سکی ہیں۔ عباس خان کے ساتھ 9 ہو گئی ہیں۔ کل heavy schedule ہے، Saturday کی شام تک انشاء اللہ ہم نے یہ بجٹ پر تقاریر مکمل کرنی ہیں۔ جی نیئر بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: اوقات کے بارے میں Parliamentary Leaders کے ساتھ meeting کر لیتے ہیں۔ We can develop a consensus on that. Earlier جو طے ہوا تھا، I have brought it to your notice. Again we can have a meeting with the Parliamentary Leaders and whatever is the consensus developed over there, we will proceed in that way.

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تو سینیٹ کی عزت بھی چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ reporting بھی صحیح ہو۔ جب مغرب تک آپ session چلائیں گے تو reporting بھی صحیح ہو گی۔ Late night session کی reporting صحیح نہیں ہوتی اور قومی اسمبلی والے بھی in session ہیں۔ دونوں طرف sessions چل رہے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Secondly, as your honour has said about the issue of Karachi, certainly it will be taken up with the Ministry also. I said earlier also, we will take it up with the Foreign Office. We will try to resolve this issue and try to help out. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب اس وقت میرے خیال میں اور کوئی دوست تیار بھی نہیں ہے۔ Let us adjourn till کل صبح ساڑھے دس بجے تک۔ خدا حافظ، شب بخیر، have a happy evening.

(The House was then adjourned to meet again on 17th June, 2009 at 10.30 A.M.)